بیان کی اہمیت اور اس سے متعلقہ امور پر
مشتمل ایک بے حد مفید تالیف
البیان
علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری
مکتبہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ مزنگ لاہور

انتساب

راقم الحروف اپنی اس تالیف کو اَفْصَحُ الْفُصَحَاء ...... اَبْلَغُ الْبُلَغَاء ...... اَخْطَبُ الْخُطَبَاء ...... سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن ...... ھَادِی الْمُقَرِّرِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں بالخصوص اور زمانۂ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لیکر قیامت تک آنے والے تمام **مسلمان مبلغین و معلمین** کی خدمت میں بالعموم پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

کاش! بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مقبولیت کا پروانہ جاری ہوجائے۔

بیان کی اہمیت اور اس سے متعلقہ امور پر مشتمل ایک بے حد مفید تالیف

البیان

پہلے اسے پڑھئے

پیارے آقا، مدنی مصطفیٰ، سیّدالانبیاء، شہِ ہر دوسَرا حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے، اِنّ مِنَ الْبَیانِ سِحْرًا یعنی بعض بیان جادو ہیں۔ (بخاری) مراد یہ ہے کہ بعض بیان سننے والوں پر اسی طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ جیسے جادوگر کا جادو اثر انداز ہوتا ہے۔

اس فرمانِ عالیشان سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ قلوب میں انقلاب پیدا کرنے کے سلسلے میں بیان کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ یقیناً یہ انقلاب وتبدیلی، ایسے ہی بیاں کے جواب میں ظہور پزیر ہوگی کہ جیسے ہر زاوئے سے جانچ، پرکھ کر سپرد سامعین کیا گیا ہو۔

مذکورہ بالا حدیثِ پاک اور اس سے اخذ شدہ نتیجے کی روشنی میں یہ بات بخوبی سمجھ میں آتی ہے کہ ہماری پیاری پیاری سنتوں کی عالمگیر تحریک **دعوتِ اسلامی** کی ترقی وبقاء کی خاطر اپنے بیان کو بہتر سے بہتر بنایا، اس کی ادائیگی میں سستی وکاہلی سے بچنا اور دیگر اسلامی بھائیوں میں اس کے لئے سمجھ وشعور وصلاحیت کا بیدار کرنا، بے حد لازمی وضروری ہے۔

اسی نکتے کو پیشِ نظر رکھ کر کتاب ھٰذا کو آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے۔ سمجھدار مبلغین، چاہے نئے ہوں یا پرانے، ہر ایک کو چاہئے کہ اس کا بار بار بغور مطالعہ فرما کر اپنے بیان کے نکھار اور دوسروں کے بیان کی اصلاح کے عمل کو تیز سے تیز تر کرنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تاحیات اخلاص واستقامت کے ساتھ سنتوں کی خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خادمِ مکتبۂ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز

محمد اجمل عطاری عفی عنہ

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ بمطابق 25 اگست 2000ء

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الصّلوٰۃ والسّلام و علیك یا رسول اللّٰہ　　وعلیٰ اٰلك واصحابك یا حبیب اللّٰہ

بیان پر قدرت اللہ تعالیٰ کی ایک بہت نعمت ہے، یقیناً اس کا حصول، اسے موثر طریقے سے ادا کرنا اور اس پر استقامت، سعادت مندوں کا حصہ ہے، اس سے قبل کہ بیان کی افادیت پر کچھ روشنی ڈالی جائے، اس کی تعریف ذکر کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے۔

بیان کی تعریف

وھو النّطق الفصیح المعرب عمّا فی الضّمیر یعنی بیان ایک ایسے فصیح کلام کو کہتے ہیں جو دل میں موجود چیزوں کو ظاہر کر دیتا ہے۔ (کتاب التعریفات۔لجُرجانی)

یقیناً جب انسان بیان کرتا ہے تو اپنے دل و دماغ میں موجود احساسات و خیالات کو قرآن و حدیث و دیگر دلائل کی روشنی میں سننے والوں کے سامنے ظاہر کرتا ہے۔

مدینہ......تعریف بیان سے معلوم ہوا کہ بیان صرف مطلقاً الفاظ کی ادائیگی کا نام نہیں بلکہ **مافی الضمیر** کو **کلام فصیح** کے ساتھ کرنے کا نام ہے۔ کلام فصیح کسے کہتے ہیں؟ اگر اس بات کو علمی لحاظ سے بیان کیا جائے تو بات بہت طویل ہو جائے گی اور ہوسکتا ہے کہ بعض اسلامی بھائیوں کیلئے دلچسپی سے خالی بھی۔ لہٰذا یہاں پر مختصراً اپنے الفاظ میں اس کا مطلب بیان کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

کلام فصیح کی تعریف

ھو خلو صه من تنافر الکلمات و ضعف التالیف و التعقید مع فصاحتھا

فصیح کلمات پر مشتمل کلام کا تنافر کلمات، ضعفِ تالیف اور تعقیدِ لفظی و معنوی سے خالی ہونا۔ (مختصر المعانی۔تفتازانی)

۱......اس میں استعمال کئے جانے والے تمام الفاظ و حروف کی ادائیگی زبان پر بے حد آسان ہو یعنی زبان ان کی ادائیگی میں بالکل دُشواری محسوس نہ کرے۔

۲......ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جو عوام و خواص دونوں میں معروف ہوں، ایسے الفاظ کا انتخاب نہ ہو کہ جو سننے والوں کو اجنبی محسوس ہوں۔

۳...... جو بات سمجھانا چاہیں، کلام سے اس کا سمجھنا سب کیلئے بالکل آسان ہو، ایسا نہ ہو کے اتنے مشکل انداز و الفاظ یا بے ترتیب طریقے سے بیان کرنے کی کوشش کی جائے کہ سننے والے یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ بیان تو بڑا زوردار تھا لیکن یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ حضرت کیا کہنا چاہتے تھے......؟

ماقبل میں راقم الحروف نے بیان کے حصول، اسے موثر طریقے سے ادا کرنے اور اس پر استقامت کو سعادت مندوں کا حصہ قرار دیا ہے۔ یہ دعویٰ درست ہے یا نہیں؟ اس کا فیصلہ کرنے کیلئے ضروری ہے کہ بیان کی افادیت و اہمیت کا مختصراً جائزہ لے لیا جائے۔

بیان کی افادیت و اہمیت

بیان کے افادیت کئی لحاظ سے قابلِ ذکر ہے...... مثلاً (۱) مبلغ کی اپنی ذات کے لحاظ سے (۲) سامعین کے اعتبار سے (۳) معاشرے کی اصلاح کے پیشِ نظر (٤) تنظیمی نکتۂ نظر سے۔

۱...... مبلغ کے اپنی ذات کے لحاظ سے

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ کسی مبلغ کا بیان کرنا اسے درجِ ذیل فائدوں سے فیضیاب کر دیتا ہے۔

(۱) سنت پر عمل کی سعادت

قومی وموثر دلائل کے ساتھ عوام الناس کو دین کی طرف مائل کرنا اوران کا تعلق، اللہ تبارک وتعالیٰ اور آخرت کے ساتھ مضبوط کرنا، انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیائے کرام رحمہم اللہ کا طریقہ رہا ہے۔ جب یہ بات تسلیم شدہ ہے تو اب ہر مبلغ کو اپنی خوش قسمتی پر ناز کرنا چاہئے کہ وہ قدرت کے اس عطا کردہ انعام کے زریعے مذکورہ نفوسِ کریمہ کی سنت پر عمل پیرا ہونے کی سعادت حاصل کرنے کی بناء پر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کو اپنے لئے بے حد آسان بنا رہا ہے۔

اس کے برعکس ایسے اسلامی بھائیوں کو اپنے او پر افسوس کرنا چاہئے کہ جو ہزار ہا صلاحیتیں رکھنے کے باوجود اس سنت پر عمل پیرا ہونے سے محروم ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ان کی یہ سستی انہیں میدانِ محشر میں شدید پچھتاوے کا شکار کروادے۔

(۲) ملاقات میں آسانی

کسی کو دین کی طرف مائل کرنے کیلئے مؤثر اندازِ ملاقات بہت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ سامنے والے کو متأثر کئے بغیر اپنی بات منوانا یا اس کے خیالات کو اپنے خیالات کے تابع کرنا بہت ہی مشکل امر ہے۔ اپنی ذات وگفتگو سے سامنے والے کو متاثر کرنے میں ذہین میں موجود الفاظ کو خوبصورتی اور سلیقے کے ساتھ زبان سے ادا کرنا بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اچھا سیلز مین اسی کو کہا جاتا ہے کہ جو گاہک کو اپنی گفتگو کے سحر میں جکڑ کر دکان سے خالی ہاتھ نہ نکلنے دے۔

بیان کی برکت سے مبلغ کے ذہن میں نہ صرف کثیر الفاظ کا ذخیرہ جمع ہو جاتا ہے بلکہ بوقتِ ضرورت اسے، اس ذخیرے کے استعمال پر قدرت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ بیان کی تیاری کیلئے مطالعہ، جمع کردہ مواد کی احسن طریقے سے ادائیگی پر غور اور پھر اسے بیان کرنے کی سعادت بھی حاصل کرتا رہتا ہے۔

نتیجتاً ان تمام چیزوں کے حصول کے بعد اس کیلئے ہر قسم کے طبقۂ فکر کے لوگوں سے با اعتماد طریقے سے گفتگو کرنا اور انہیں اپنی ذات سے متاثر کر کے دین کی طرف مائل کر لینا بے حد آسان ہو جاتا ہے۔

ان کے برعکس بیان ومطالعہ میں سستی کرنے والے حضرات اکثر ملاقات وگفتگو کرنے میں جھجک محسوس کرتے ہیں اگر ملاقات کربھی لیں تو کچھ دیر بعد ہی الفاظ کا ذخیرہ ختم ہو جاتا ہے، نتیجتاً ادھوری ونامکمل ملاقات پر ہی اکتفاء کرنا پڑتا ہے جس کا اکثر فائدے کے بجائے نقصان ہی دیکھنے میں آتا ہے۔ مثلاً اس طرح کہ کسی کے دل میں دین کی محبت تو پیدا کردی لیکن اسے اپنے ماحول سے متاثر کرنے میں ناکام رہے، نتیجتاً ہمارے پیدا کردہ جذبے کی تسکین کیلئے وہ کسی اور ماحول کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اس طرح ایک اسلامی بھائی کو تیار کرکے غیروں کے ہاتھ میں بربادیٔ ایمان کیلئے حوالے کردیا جاتا ہے۔

اس قسم کے سستی کے شکار اسلامی بھائی یہ کہتے ہوئے باآسانی دیکھے جاسکتے ہیں کہ جب ہم ملاقات کرتے ہیں تو ہمیں سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا بات کریں۔

یونہی مطالعہ کی قلت کی بناء پر اکثر علمی ودینی سوال کرنے والوں کے سامنے معذرت بھی کرتی پڑتی ہے اور اس طرح بار بار شرمندگی یا ملاقات سے کنارہ کشی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ پہلی صورت، حوصلہ شکنی اور احساسِ کمتری کا سبب بنتی ہے جب کہ دوسری صورت میں تنظیمی واخروی نقصان کا سبب بنا پڑتا ہے۔

(۳) تحریر میں اثر و پختگی

بلا مبالغہ اخروی فائدوں کے لحاظ سے انسان کی تحریر، اس کیلئے اس کے بیان سے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوسکتی ہے کیونکہ انسان کی وفات کے ساتھ ہی سلسلۂ بیان موقوف ہو جاتا ہے، لیکن اس کی تحریر بعدِ موت بھی اس کیلئے مختلف انداز سے نفع بخش ثابت ہوتی رہتی ہے (بشرطیکہ وہ اخلاص کے ساتھ لکھی گئی اور پاکیزہ الفاظ ونیک مقاصد پر مشتمل ہو) اور یہ تحریر اسی وقت حقیقی معنیٰ میں عظیم الشان ثوابِ جاریہ کا ذریعہ بنے گی کہ جب اس میں پڑھنے والوں کیلئے اچھا ونیا مواد ہو اور اس مواد کو احسن طریقے سے خوبصورت الفاظ کے سانچے میں ڈھال کر حوالۂ کتاب بھی کیا گیا ہو۔

اور نئے مواد کا جمع کرنا اور اسے خوبصورت طریقے سے تحریر کرنا اسی وقت ممکن ہے کہ جب مصنف کا مطالعہ وسیع ہو اور اس کے ذہن میں مختلف جملے بہترین ترتیب کے ساتھ موجود ہوں۔ اب چونکہ ایک سمجھ دار اور اچھا مبلغ اپنے بیان کی افادیت بڑھانے کیلئے کثرت سے مطالعہ کرتا ہے، جس کے باعث نیا نیا مواد حاصل ہوتا رہتا ہے اور پھر اس مواد کو عوام کے سامنے بیان کرنے کیلئے اپنے ذہن میں مرتب بھی کیا جاتا ہے، چنانچہ بیان کی برکت سے اسے ضمناً تحریر کو بہترین بنانے کے سلسلے میں مذکورہ دونوں معاون چیزیں بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔ اس کے برعکس ایسے اسلامی بھائی کہ جو بیان کی سعادت سے منہ موڑنے کو اپنے لئے باعثِ راحت تصور کرتے ہیں، یا تو تحریر کی ہمت ہی نہیں کر پاتے اور اگر کربھی لیں تو ان کی تحریر میں وہ جاذبیت واثر وکشش پیدا نہیں ہوسکتی کہ جو ایک مبلغ کی تحریر میں باآسانی محسوس کی جاسکتی ہے۔

(٤) خود اعتمادی کا حصول

چونکہ مبلغ، بیان کی تیاری کے سلسلے میں مختلف مضامین پر مشتمل کتب کا مطالعہ کرتا رہتا ہے، لہٰذا اس کے ذہن میں بے شمار موضوعات کے بارے میں مواد جمع ہو جاتا ہے، نیز وہ اس مواد کو کثیر مجمع کے سامنے بیان بھی کرتا ہے، چنانچہ اسے ان دونوں چیزوں کے بے حساب ضمنی فائدوں میں سے ایک فائدہ یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ اس کی ذات میں زبردست خود اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے۔ نتیجتاً اسے مختلف شعبوں یا طبقوں سے تعلق رکھنے والوں کو دیکھ کر یا ان سے بات چیت کے دوران کسی بھی قسم کا احساسِ کمتری کا احساس نہیں ہوتا۔ اور پھر یہ بااعتماد گفتگو، دین کی تقویت اور ترقی کا باعث بن جاتی ہے۔

لیکن بیان و مطالعہ کی نعمت کو قبول کرنے سے انکار کرنے والے دین کی ترقی کے سلسلے میں مخلص اسلامی بھائی ایک مخصوص طبقے کے علاوہ دیگر لوگوں کے ساتھ ملاقات کی ہمت نہیں کر پاتے، چنانچہ اگر انہیں کسی امیر و کبیر شخص یا پروفیسر و ڈاکٹر یا کسی بڑے افسر یا کالج و یونیورسٹی میں پڑھنے والے طالبِ علم سے ملاقات کیلئے کہا جائے تو وہ ایک انجانے خوف میں مبتلاء ہو کر یا تو صاف انکار کر دیتے ہیں اور یا پھر دورانِ ملاقات واضح طور پر سامنے والے سے مرعوب و متاثر دیکھے جا سکتے ہیں۔ یقیناً ذی شعور اسلامی بھائیوں کیلئے اس کے نتیجے کا اندازہ کرنا بالکل دشوار نہیں۔

(٥) ثواب جاریہ کا سبب

اللہ تعالیٰ جہاں مبلغ کو بے شمار دیگر انعامات سے نوازتا ہے وہیں اس کیلئے ثوابِ جاریہ کے دروازے کھول کر قیامت تک کیلئے راحت و خوشی کا سامان بھی فراہم کر دیتا ہے۔ مبلغ کے بیان کی مذکورہ افادیت کو ایک مثال سے سمجھئے کہ کسی نے زمین میں ایک بیج اُگایا، اس سے پودا نکلا، پھر وہ تناور درخت بن گیا اور پھر اس میں منوں کے حساب سے بہترین خوش ذائقہ پھل لگے، اس نے خود بھی کھائے اور دوسروں نے بھی انہیں سیر ہو کر کھایا۔ پھر ان کھائے ہوئے پھلوں کے بیج بھی اگا دئے گئے، ان سے بھی حسبِ سابق پودے اور درخت نکل آئے اور اس طرح صرف ایک بیج سے لاتعداد پھلوں اور درختوں کے حصول کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری و ساری ہو گیا۔

پس مبلغ کا بیان، زمین میں لگائے جانے والے بیج کی مانند ہے، جب اسکے الفاظ سامعین کے دل و دماغ میں ہلچل مچا دیتے ہیں، تو گویا کہ اس بیج سے پودا نمودار ہو گیا اور جب اس کے پر اخلاص بیان کی برکت سے لوگ نیک بننا شروع کر دیں، گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کر لیں، عمل کرنا ان کیلئے بالکل آسان ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری والے کاموں پر استقامت سے نواز دیئے جائیں، تو گویا کہ اب وہ ننھا سا پودا تناور درخت بن چکا ہے، اب چونکہ ان کے نیک بننے کا سبب یہ مبلغ بنا تھا،

لہٰذا ان کے تمام نیک اعمال کا ثواب اسے بھی ملتا رہے گا، یہ گویا کہ اس نے اور دوسروں نے اگائے ہوئے پھلوں کو کھایا اور پھر جب نیک بننے والے ان نعمتوں کے حصول کے ساتھ ساتھ دوسرں کو نیک بنانا بھی شروع کر دیں اور وہ مزید دوسروں کو......اور پھر وہ مزید دوسروں کو......تو گویا کہ کھائے ہوئے پھلوں کے بیجوں کو اگا دیا گیا، اب اِنْ شَاءَ اللہ عزّ وجلّ یہ سلسلہ تا قیامت جاری وساری رہے گا۔

☆ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہوجاتا ہے البتہ تین چیزیں پھر بھی باقی رہتی ہیں...... (۱) صدقۂ جاریہ (۲) نفع دینے والا علم (۳) نیک اولاد جو اس کیلئے دعا مانگتی رہے۔ (مسلم)

☆ ایک اسلامی بھائی نے بتایا کہ تقریباً دوسال پہلے اجتماع میں بھارت سے آئے ہوئے ایک مبلغ نے ایک سنت بیان کی تھی، میں اس سنت پر اُسی وقت سے عمل کر رہا ہوں۔

اس بات کو سن کر راقم الحروف کافی دیر تک اس مبلغ کی قسمت پر رشک کرتا رہا۔ آپ بھی غور کیجئے کہ یہ تو ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے، نا معلوم اس وقت کتنے ایسے لوگ ہوں گے کہ جنہوں نے اس بیان کردہ سنت پر عمل کی نیت کی ہوگی، اب وہ مبلغ تو اپنے گھر جا کر دوسرے کاموں میں مصروف ہو چکا ہے لیکن یہاں نیکیوں کا جو میٹر چلا کر چلا گیا اس کا نفع اسے نا معلوم مدت تک حاصل ہوتا رہے گا اور مزے کی بات یہ کہ اسے خود معلوم نہیں ہوگا کہ روزانہ میرے نامۂ اعمال میں کس قدر نیکیاں لکھی جارہی ہیں، بروزِ قیامت جب اس کا نامۂ اعمال کھولا جائیگا، تب اسے علم ہوگا کہ اس کی زبان سے نکلنے والے یہ مختصر الفاظ اس کیلئے کتنا عظیم الشان ذخیرہ بن چکے ہیں۔

اور پھر یہ تو ایک بیان کی برکت کا ادنیٰ سا ظہور ہے، وہ اپنی پوری زندگی میں جتنے بیانات کرے گا اور ان سے لوگ نیک بنیں گے، گناہوں کو چھوڑیں گے، اوراد و وظائف اختیار کریں گے نیز دوسروں کو نیک بنائیں گے اور ان بیان کہ دہ باتوں کو دوسروں کے سامنے بیان کریں گے تو ان کے بدلے میں ملنے والے انعامات کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟

اس کے برعکس بے چارہ اسلامی بھائی کہ جسے قدرت نے بیان کا موقع عطا فرمایا لیکن اس نے ضرورت سے زیادہ ہوشیاری اور سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سعادت سے حصہ حاصل نہ کیا، تو غالب گمان ہے کہ اس کی یہ کوتاہی اس کیلئے قبر وحشر میں طویل رنج وغم کا سبب ثابت ہوگی۔

(۶) مغفرت و نجات کا سبب

بیان کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ بعض اوقات اس کے باعث مبلغ اور سامعین کیلئے نجات ومغفرت کا پروانہ بھی جاری کر دیا جاتا ہے جیسا کہ

☆ تمام لوگوں کی مغفرت

ابنِ عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلم بن منصور بن عمار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا، تو پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ وہ فرمانے لگے، مجھ کو میرے ربّ (عزّ وجل) نے قریب بلا کر فرمایا، اے بے عمل بوڑھے! میں تجھے معاف کرتا ہوں۔ مگر تو جانتا ہے کہ تیری مغفرت کیوں کی گئی ہے؟ میں نے عرض کی، جی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اس لئے کے ایک روز تو نے لوگوں کو جمع کیا اور میرا ذکر کیا، تو لوگ روئے، ان میں ایک ایسا شخص بھی تھا کہ جو میرے خوف سے اس دن کے علاوہ کبھی نہ رویا تھا، اسکے رونے کے باعث میں نے اس کی مغفرت کر دی اور اسکے صدقے میں تمام اہلِ مجلس کو بھی بخش دیا۔ (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور)

☆ سنتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت کا بدلہ

ابنِ عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عبد اللہ بن عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا، میں نے حلفیہ متوکل باللہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی۔ میں نے دریافت کیا کہ کس سبب سے؟ فرمایا، اگرچہ میرے پاس نیک اعمال کا کوئی ذخیرہ نہ تھا، لیکن میں نے سنتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت کی تھی، اس کے عوض میری مغفرت فرمادی گئی۔ (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور)

(۷) بارگاہِ الٰہی عزّوجل میں مقبولیت

اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف مائل کرنا مبلغ کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و معروف بننے کا ذریعہ بھی ہے اور جو ربّ کائنات کی بارگاہ میں مقبول ہو گیا، تو اس کو عطا کئے جانے والے انعامات کا کون اندزہ کرسکتا ہے؟ اس سلسلے میں دو ایمان افروز واقعات ملاحظہ فرمایئے۔:

☆ آسمانوں میں بیان

ابنِ عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابوالحسن شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے منصور بن عمار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا، تو دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا تو ہی منصور بن عمار ہے؟ میں نے عرض کی، جی ہاں۔ پھر اس نے دریافت فرمایا، کیا تو وہی ہے کہ جو لوگوں کو دنیا میں زہد کی رغبت اور آخرت کی محبت کی جانب مائل کیا کرتا تھا؟ میں نے عرض کی، جی ہاں، ایسا ہی تھا کہ جب بھی میں کسی مجلس میں بیٹھتا تو اس کو تیرے ذکر سے شروع کرتا، پھر تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دُرود بھیجتا اور پھر تیرے بندوں کو نصیحت کرتا۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، میرے بندے نے سچ کہا، اس کیلئے آسمان میں کرسی بچھاؤ تا کہ جس طرح یہ دنیا میں میری پاکی اور بڑائی بیان کرتا تھا، اسی طرح آسمانوں میں بھی بیان کرے۔ (شرح الصدور شرح حال الموتی والقبور)

☆ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حدیث لکھی

ابنِ عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محمد بن مروزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی کہ میں نے حافظ یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا، کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا، اللہ عزّوجل نے میری بخشش کردی اور فرمایا، تم دنیا میں جس طرح میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے تھے آسمان پر بھی بیان کرو۔ چنانچہ میں نے چوتھے آسمان پر حدیث بیان کی اور فرشتوں نے اسے سنہری قلموں سے لکھا، حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی لکھنے والوں میں تھے۔ (شرح الصدور شرح حال الموتی القبور)

(۸) عمل پر استقامت اور احتیاط کی دولت

جب ایک مبلغ اجتماع وغیرہ میں اجتماعی طور پر دوسروں کو نیکی کی تلقین کرتا ہے، تو اس کی شخصیت آہستہ آہستہ مشہور ہونا شروع ہو جاتی ہے، وہ اپنے اطراف میں مشاہدہ کرتا ہے کہ سننے والے میری وجہ سے باعمل بننا شروع ہو گئے ہیں، بہت سوں کو نیک اعمال پر استقامت بھی حاصل ہوگئی ہے۔ یہ تمام امور اس کی شخصیت میں احتیاط کا مادہ بڑھا دیتے ہیں، کیونکہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کا میرے بیان کے ذریعے میری ذات سے متاثر ہونا اور اس کے نتیجے میں نیک اعمال وافعال پر پابندی اختیار کرنا اسی وقت تک ہے کہ جب تک میں خود ان باتوں پر سختی سے عمل کروں گا، چنانچہ وہ ہر معاملے میں احتیاط کرنے لگتا ہے، اس کی گفتگو، چلنا، پھرنا، اُٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، مسکرانا، لوگوں سے میل جول رکھنا سب سنت کے مطابق ہو جاتا ہے، خلافِ شرع امور سے دور ہو جاتا ہے، نیز ان اعمال کے ساتھ ساتھ عبادت پر زبردست استقامت بھی حاصل ہو جاتی ہے اور اسطرح وہ ایک قابلِ رشک زندگی گزارنے کی سعادت حاصل کر لیتا ہے۔ کیونکہ

☆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ عبادت سب سے زیادہ پسند تھی، جسے کرنے والا ہمیشہ کرے۔ (بخاری)

☆ شفیعِ محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل وہ ہے کہ جس میں ہمیشگی کی جائے، چاہے وہ عمل تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ (مسلم)

۲...... سامعین کے اعتبار سے

آخرت میں فلاح وکامرانی کے حصول کیلئے علمِ دین،عمل کے دولت،خوفِ خدا، گناہوں سے دوری، عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عبادت کی ادائیگی پر استقامت اور سابقہ گناہوں پر توبہ واستغفار لازم وضروری امور ہیں۔ان کا حصول گرچہ کتابوں کے ذریعے بھی ممکن ہے،لیکن ہر شخص کو اس پر قدرت حاصل نہیں ہوتی، یا تو ذاتی سستی کی بناء پر، یا غفلت کے باعث یا دیگر دنیاوی مصروفیات کی وجہ سے ایسی صورت میں مبلغ کا بیان بہیت اہم کردار ادا کرتا ہے اور انھیں مختصر وقت میں وہ چیزیں **مکمل تفصیل وترتیب** کے ساتھ فراہم کر دیتا ہے کہ جو ایک طویل عرصے تک مطالعے کے بعد بھی حاصل ہونی مشکل تھیں اور اس طرح بیان کی برکت سے ان کی آخرت محفوظ ہو جاتی ہے۔

۳...... معاشرے کی اصلاح کے پیش نظر

معاشرہ افراد سے بنتا ہے، افراد اگر پاکیزہ سمجھ وشعور کے مالک ہوں تو معاشرے میں بھی پاکیزگی دکھائی دیتی ہے، اس کے برعکس اگر ان کے اذہان گندگی کا شکار ہوں تو اس کے مضر اثرات پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور برائیاں گھر گھر میں عام ہو جاتی ہیں، جیسا کہ ہمارے معاشرے میں بآسانی دیکھا جا سکتا ہے۔ معاشرے کی اصلاح کے سلسلے میں بھی بیان کو نمایاں حیثیت واہمیت حاصل ہے، اچھے مبلغ کا بیان لوگوں کی منفی سوچ کو مثبت سوچ میں تبدیل کر دیتا ہے، جب یہ مختصر سے افراد اپنے گھروں میں سوچ کو منتقل کرتے ہیں تو کئی گھرانے راہِ راست پر آجاتے ہیں، جب کئی گھرانے سدھر جاتے ہیں تو لامحالہ معاشرے پر اس خوشگوار اثرات نمودار ہونا شروع ہو جاتے ہیں جیسا کہ دعوتِ اسلامی کے ماحول کی برکت سے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اب یہ بیان جتنے کثیر ہوں گے، سننے والوں کا دائرہ بھی وسیع ہوتا چلا جائے گا، اور جتنے سامعین بڑھیں گے، اتنی تیزی سے معاشرے میں انقلاب برپا ہونے کے امکانات روشن سے روشن تر ہوتے چلے جائیں گے۔

٤...... تنظیمی نکتۂ نظر سے

تنظیمی نکتہ نظر سے بیان کی اہمیت کئی لحاظ سے سمجھی جاسکتی ہے۔

☆ تنظیم کی ترقی و بقاء کا سبب

کسی بھی تنظیم کی ترقی و بقاء اس کے کارکنوں کی کثرت اور ان کی انتھک محنت کی مرہون منت ہوتی ہے۔ ایک اچھا مبلغ جب معیاری ومتاثر کن بیان کرتا ہے تو اس کی برکت سے کثیر لوگ تنظیم کا حصہ بننا شروع کردیتے ہیں اور پھر اس ترقی میں مشغول و مصروف بھی ہوجاتے ہیں۔ یقیناً ایک غیرِ مبلغ، لوگوں تک جو پیغام سینہ بسینہ سال بھر میں پہنچائے گا، ایک مبلغ مطلوبہ لوگوں تک وہی پیغام صرف ایک بیان کے ذریعہ پہنچا سکتا ہے۔

☆ قافلہ نکالنے میں آسانی

سنتوں کی تربیت کے سلسلے میں روانہ ہونے والے قافلے کی کامیابی کے لئے، قافلے میں کم از کم ایک ایسے مبلغ کا ہونا ضروری ہے کہ جسے اچھا بیان کرنے پر قدرت حاصل ہو، اگر پورے قافلے میں ایک بھی ایسا اسلامی بھائی موجود نہ ہو تو قافلہ نکالنے کی رسم تو پوری ہوجائیگی لیکن جس مقصد کیلئے گھر بار چھوڑا گیا تھا، وہ مقصد کامل طریقے سے پورا ہوتا نظر نہ آئیگا۔ معلوم ہوا کہ قافلے کی کامیابی میں بیان کرنے والے مبلغ کا کردار بالکل ایسا ہی اہم ہے جیسے ایک درخت کے قائم رہنے کیلئے اسکے تنے کا وجود ضروری ہے۔ بلکہ اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایسے قیمتی اسلامی بھائی کی غیر موجودگی کے باعث قافلہ نکالنا ہی دشوار و ناممکن ہوجاتا ہے۔

اس مسلمہ حقیقت پر نظر ثانی کرنے کیساتھ ہی بیان کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ قافلہ جو کہ دعوتِ اسلامی کے ماحول میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، اسکی بقاء و ترقی بھی اسی نعمتِ عظمیٰ کے حامل اسلامی بھائیوں کی موجودگی کی محتاج و مرہونِ منت ہے۔

ماقبل بیان کردہ صورت کے برعکس جس علاقے میں بیان کرنے والے اسلامی بھائیوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے، انہیں نہ تو قافلہ نکالنے میں کوئی دِقت محسوس ہوتی ہے اور نہ ہی قافلہ لے جانے کی صورت میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ کاش! اپنے ماحول کی ترقی کی خاطر ہم میں بھی بیان سیکھنے، کرنے اور سکھانے کا جذبہ موجود ہوتا۔

☆ سالانہ اجتماع کی تیاری کے سلسلے میں آسانی

جن علاقوں میں بیان کرنے والے اسلامی بھائی موجود ہوتے ہیں، سالانہ اجتماع کے موقع پر انہیں عوام الناس کو جمع کرنے میں بالکل دقت محسوس نہیں ہوتی اور وہ بآسانی مرکز کا دیا ہوا ٹارگٹ پورا کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔ اس کے برعکس ایسے علاقے کے جنکے اسلامی بھائی اس سلسلے میں ہمیشہ سستی کا شکار رہے ہوں دوسرے مختلف علاقوں سے مبلغین کی بھیک مانگتے نظر آتے ہیں کاش! یہ اسلامی بھائی محنت کرتے تو ایسے مواقع پر دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بآسانی بچ جاتے۔

☆ محافل کی کامیابی

بڑی محافل کی کامیابی کیلئے جہاں اچھے نعت خواں درکار ہوتے ہیں، وہیں بہترین مبلغ کی اہمیت کا بھی کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ ایسی بڑی محافل میں اکثر لوگ بننے کی نیت سے ہی حاضر ہوتے ہیں، اب جب کہ سننے والے اسی مقصد کیلئے اپنا قیمتی وقت نکال کر آئے ہوں اور شوق بھی رکھتے ہوں، تو ایسے موقع سے فائدہ اٹھا کر شیطان کی گرفت کو کمزور کرنا بے حد آسان ہو جاتا ہے، لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب بیان کرنے والے کی بیان پر گرفت مضبوط ہو، وہ ایک اچھے بیان کی تمام تر خوبیوں سے نا صرف واقف ہو بلکہ اسے اچھی صفات کے ساتھ ادائیگیٔ بیان پر قدرت بھی حاصل ہو۔ بد قسمتی سے اکثر علاقے اس قسم کے مبلغین سے خالی ہوتے ہیں، چنانچہ یا تو کسی ایسے نا تجربہ کار اسلامی بھائی کو کھڑا کر دیا جاتا ہے کہ جس سے فائدے کے بجائے اُلٹا نقصان ہوتا ہی نظر آتا ہے اور یا پھر پورے علاقے میں مذکورہ مبلغ کے نہ ہونے کے باعث دوسرے علاقے والوں سے عرض وخوشامد کی جاتی ہے۔

☆ هفته وار اجتماع کی کامیابی

ہفتہ وار اجتماع کی کامیابی بھی اچھا بیان کرنے والے مبلغین کی محتاج نظر آتی ہے، جن شہروں میں خوب صورت اندازِ بیان کے حامل اسلامی بھائی موجود ہوتے ہیں، انکے اجتماعات کامیابی سے ہم کنار نظر آتے ہیں کیونکہ علاقے کے اسلامی بھائیوں کو امید ہوتی ہے کہ نئے اسلامی بھائی کو ساتھ لے جانے پر اچھے بیان کے باعث اس کا ذہن بننے کا قوی امکان ہے اور ایسا ہوتا بھی ہے کہ جب بیان کے اختتام پر نئے اسلامی بھائی یوں کہتے نظر آتے ہیں کہ آج تو مزہ آگیا یا آج تو بہت روحانی سکون ملا ہے تو ان مبلغین کو اپنی محنت وصول ہوتی نظر آتی ہے اور اس طرح ان میں مزید کام کا جذبہ بڑھ جاتا ہے۔

اس کے برعکس جو علاقے مبلغین کے اعتبار سے قحط کا شکار ہوتے ہیں، ان کے اجتماع نہ صرف ناکام رہتے ہیں بلکہ اس علاقے کے اسلامی بھائیوں میں کام کا وہ جذبہ بھی نظر نہیں آتا کہ جو ایک تنظیم سے شدید محبت رکھنے والے کارکن میں نظر آنا چاہئے، اس کی وجہ اکثر یہی ہوتی ہے کہ اسلامی بھائی خوب محنت کے ساتھ لوگوں کو تیار کر کے اجتماع میں لاتے ہیں لیکن جب سامنے سے مبلغ کی آئیں، بائیں، شائیں سننے کو ملتی ہے اور نہ بیان کا کوئی سر ہوتا ہے نہ پیر اور یا پھر وہی پرانا بیان بعینہٖ بیان کیا جارہا ہوتا ہے تو نئے آنے والے بہت بوریت محسوس کرتے ہیں، نتیجتاً انہیں بڑی تعریفیں بیان کر کے ساتھ لانے والا مبلغ، شرمندگی کا شکار ہو جاتا ہے اور پھر یہی شرمندگی اس کی آئندہ محنت پر زبردست طریقے سے اثر انداز ہوتی ہے، سابقہ اجتماعات کے تلخ تجربے، نئے اسلامی بھائیوں کو دعوت دینے کی راہ میں رکاوٹ بن جاتے ہیں اور اس طرح اجتماع، ترقی کے بجائے تنزلی کا شکار ہوتا چلا جاتا ہے۔

☆ باہر کے ممالک میں دعوتِ اسلامی کا مضبوط اثر

جب کوئی مبلغ مرکز کی طرف سے باہر کے ملک میں دعوتِ اسلامی کا پیغام لیکر جاتا ہے تو لوگ اس کی بات کو بہت غور سے سنتے ہیں، کیونکہ وہ اس وقت ایک نئی تنظیم کا تعارف پیش کر رہا ہوتا ہے اور اس نمائندے کی زبان سے نکلنے والے الفاظ پوری تنظیم کی سوچ و مقصد پر دلالت کر رہے ہوتے ہیں، نیز اس لئے بھی کہ ہر تنظیم دیگر ممالک میں اپنے کام کو وسعت دینا چاہتی ہے، لہٰذا لوگوں کو یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ ان میں سے کس تنظیم کے ساتھ وابستگی اخروی و مسلکی اعتبار سے فائدہ مند رہے گی ۔ پس اب اگر ایسا مبلغ، اپنے پیغام کو بہترین انداز سے پیش کرنے میں کامیاب ہو جائے، تو سامعین کے قلوب میں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے، وہ اس پیغام کے باعث پیش کردہ ماحول کو دیگر تنظیمی ماحولوں پر فوقیت دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور یوں کامیابی، تنظیمی ترقی کی شکل میں مبلغ کے قدم چومتی نظر آتی ہے، لوگ جوق در جوق ماحول میں شامل ہوتے ہیں اور کچھ ہی عرصے میں وہاں سنتوں کی بہاریں عام ہو جاتی ہیں اور پھر اس ملک سے مزید مبلغین تیار ہو کر دیگر اطراف کے ممالک میں اسی پیغام کو عام کرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر مبلغ کی بیان پر گرفت کمزور ہو تو اس کا لوگوں کی سوچ کو اپنی سوچ کے تابع کرنا بے حد مشکل ہو جاتا ہے، نتیجتاً کثیر سرمایہ خرچ کرنے کے باوجود بھی مطلوبہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔

پیارے اسلامی بھائیوں اور محترم اسلامی بہنو! مذکورہ بالا گزارشات کی روشنی میں ہر مبلغ و مبلغہ کو چاہئے کہ اپنی ذات میں موجود بیان کرنے کی صلاحیت میں اضافے کیلئے دن رات کوشش کرے۔ جو ابھی تک اس نعمت سے محروم ہیں وہ ہمت کر کے ابتداء کریں اور جو پہلے سے اس شرف سے حصہ حاصل کر چکے ہیں وہ اس پر استقامت اور اس میں برکت و ترقی کے بارے میں عملی اقدامات کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھیں۔

☆ بیان کے بارے میں حیلے بہانے اور ان کی وجوہات

بہت سے اسلامی بھائی ایسے ہیں کہ جنہوں نے ابھی تک اس سعادت کو حاصل نہیں کیا اور وہ اس کام کو اپنے لئے بہت مشکل تصوُّر کرتے ہیں۔ چنانچہ بار بار اصرار کے باوجود ان کی طرف سے انکار ہی سننے کو ملتا ہے۔ کبھی تو صاف انکار کر دیتے ہیں اور کبھی اس قسم کے حیلے بہانے کئے جاتے ہیں کہ میں اس قابل کہاں کہ بیان کر سکوں......؟ یا میں تو بہت زیادہ گناہ گار ہوں...... یا بیان تو وہ کرے کہ جس کے پاس بہت زیادہ معلومات ہوں، پہلے میں کچھ معلومات اکٹھی کر لوں اس کے بعد ہمت کروں گا...... یا مجھے تو بیان کرنا آتا ہی نہیں ہے، اگر کبھی کھڑا ابھی ہو جاؤں تو ٹانگیں کانپنے لگتی ہیں......وغیرہ وغیرہ۔

یونہی بسا اوقات بیان پر قدرت رکھنے والے اسلامی بھائی بھی اس نعمت کی ادائیگی سے کترانا شروع کر دیتے ہیں، جب ان سے بیان کرنے کیلئے عرض کی جائے تو کبھی تو مصروفیت کا بہانہ بنایا جاتا ہے، تو کبھی طبیعت کی خرابی کا اور کبھی بالکل صاف انکار کر دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالٰی کی اس نعمت کے حصول سے اپنی جان چھڑانے یا بچانے کیلئے مذکورہ جوابات کیوں اختیار کئے جاتے ہیں؟ اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں:۔

۱......انہیں لوگوں کے سامنے کھڑے ہونے سے خوف محسوس ہوتا ہے اور یہی خوف اس قسم کے حیلے بہانے اختیار کرنے کی راہ دکھاتا ہے۔

۲...... بیان کرنے کا صحیح طریقہ نہیں آتا یعنی کس طرح مواد جمع کیا جائے؟ اسے مرتب کس طرح کیا جائے؟ بیان شروع کیسے کیا جائے؟ اختتام کس طرح ہونا چاہئے؟ وغیرہ غیرہ...... پھر کوئی ایسا اسلامی بھائی بھی نہیں ملتا کہ جو اپنا قیمتی وقت دے کر انفرادی توجہ کے ساتھ ان کی اس مشکل کو خوشدلی کے ساتھ حل کرنے کیلئے تیار ہو جائے۔

۳......سستی کی بناء پر بیان تیار کرنے کیلئے مطالعہ کرنا گراں گزرتا ہے۔اور جب مطالعہ ہی نہیں ہوتا تو بیان کس طرح کیا جائے؟

٤......وجہ کچھ بھی نہیں بس بیان کرنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔

٥......مطالعہ کیلئے کتابیں موجود نہیں، نہ ہی اتنے پیسے ہیں کہ کتابیں خرید سکیں۔

٦...... زبان میں لکنت وغیرہ ہے، چنانچہ جب لوگ آواز سن کر ہنستے ہیں تو دل آزاری ہوتی ہے یا کوئی دیگر جسمانی عیب ہے جس کے باعث لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔

۷...... پڑھنا لکھنا نہیں آتا۔

۸...... سننے والے بہت کم ہوتے ہیں جس کے باعث بیان کرنے میں مزہ نہیں آتا۔

۹...... کوئی دوسرا مبلغ ان سے اچھا بیان کرتا ہے، جس کے باعث اسے خوب عزت ملتی ہے اور لوگوں کی زبانوں پر اسی کی تعریف زیادہ جاری رہتی ہے، جب کہ اس کے مقابلے میں ان حضرت کو کوئی پوچھتا ہی نہیں، جس کی وجہ سے ان کا نفس اپنی بڑی بے عزتی محسوس کرتا ہے، چنانچہ اس بے عزتی سے بچنے کا ایک حل یہی نظر آتا ہے کہ بیان کرنا ہی ترک کر دیا جائے کہ نہ میں بیان کروں گا اور نہ فلاں اور میرا موازنہ کیا جائے گا۔

۱۰...... بسا اوقات بیان کرنے میں کوئی غلطی ہو جاتی ہے جس کے باعث نگراں یا دیگر اسلامی بھائی سختی سے گرفت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور یہی سختی شدید دل آزاری کا سبب بن جاتی ہے اور یہی دل آزاری آئندہ کیلئے بیانات سے بیزار کر دیتی ہے۔

۱۱...... بعض اوقات کسی بڑی محفل میں بیان کی خواہش ہوتی ہے لیکن نگراں ان کے بجائے کسی دوسرے پرانے یا نئے مبلغ کو موقع دے دیتا ہے، اس خلافِ مرضی بیانات کی تقسیم پر نفس میں شدید غصہ پیدا ہوتا ہے اور یہی غصہ بیانات سے دور لے جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

۱۲...... بہت جلد گلا بیٹھ جاتا ہے، چنانچہ لمبا بیان کرنا ممکن نہیں۔

مطالعہ فرمانے والے اسلامی بھائیو! ماقبل میں بیان کردہ بیان کے بہترین فضائل اور ان بیان سے دور رہنے یا بھاگنے کی وجوہات کا آپس میں مقابلہ وموازنہ کروا کر دیکھئے، یقیناً آپ کا دل بھی گواہی دے گا کہ معمولی وجوہات کا تدارک کرنے کے بجائے، بیان جیسی اعلیٰ نعمت سے محروم رہ جانا، **ایک ایسا نقصان دہ سودا ہے کہ جس کے مرتکب کو نادان و بیوقوف کے نام سے موسوم** کیا جانا بے جا نہ ہوگا۔

کاش! ہمارے اسلامی بھائی درج زیل مدنی نکات کو پڑھ کر، مثبت عملی کوشش اختیار کرنے کی برکت سے مذکورہ فائدوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا پانے میں بھی کامیاب ہو جائیں۔

ذکر کردہ وجوہات اور ان کا حل

پہلی وجہ......انہیں لوگوں کے سامنے کھڑے ہونے سے خوف محسوس ہوتا ہے اور یہی خوف اس قسم کے حیلے بہانے اختیار کرنے کی راہ دکھاتا ہے۔

حل......اس معاملے میں ڈر وخوف دور کرنے کا بہترین اور کامل حل یہ ہے کہ اللہ عزّ وجل کا نام لے کر بیان کی ابتداء کر دی جائے۔ یہ مبلغ کچھ عرصہ بعد خود ہی اپنے دل کو ہر قسم کی جھجک اور ڈر سے آزاد محسوس کرے گا۔ اس میں آسانی وسہولت کیلئے کسی مسجد میں درس شروع کرنا بھی بہت ضروری ہے، درس کی برکت سے نہ صرف ڈر وخوف میں کمی واقع ہوتی ہے بلکہ ذہن میں کثیر معلومات اکٹھی اور زبان مختلف الفاظ کی ادائیگی کی عادی ہو جاتی ہے۔

نیز اسے چاہئے کہ کسی گھٹنوں کے بل چلنے والے بچے پر غور کرے کہ پہلے پہل وہ بھی اپنے پیروں پر چلنے میں ڈر محسوس کرتا ہے، لیکن کچھ ہی عرصہ مسلسل کوشش کرنے کے باعث اس کا تمام خوف دور ہو جاتا ہے اور وہ بغیر کسی سہارے کے چلنے میں کسی قسم کی دقت وتکلیف محسوس نہیں کرتا۔ یہی معاملہ بیان کی ابتداء کیلئے ہمت کر لینے والے کے ساتھ ہوتا ہے۔

یونہی سردیوں میں ٹھنڈے پانی سے خوف محسوس ہوتا ہے اور اس کے تصور ہی سے سردی چڑھنے لگتی ہے، خصوصاً نمازِ فجر میں، لیکن جب ایک مرتبہ ہمت کر کے اس میں ہاتھ ڈال دیا جائے تو پھر بقیہ وضو کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی ہاتھ ڈالنے کی ہمت نہ کر پائے بلکہ دور بیٹھا سوچتا ہی رہے، تو یقیناً نہ تو اس طرح ٹھنڈک سے نجات حاصل ہوگی اور نہ ہی وہ وضو کی تکمیل میں کامیاب ہوسکتا ہے۔ اسی طرح بیان کی خواہش رکھنے کے باوجود ڈر میں مبتلاء ہونے والے کو چاہئے کہ سوچنے میں وقت ضائع نہ کرے بلکہ ہمت کر کے آغاز کر دے، ان شاء اللہ عزّ وجل اللہ تعالیٰ اسے بے شمار برکتوں اور آسانیوں سے نوازے گا اور پھر ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ اس خوف کی کیفیت کو یاد کر کے اسے اپنے آپ پر ہنسی آئے گی بلکہ وہ دوسرے نئے بیان کرنے والوں میں ہمت پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہوگا۔

دوسری وجہ...... بیان کرنے کا صحیح طریقہ نہیں آتا یعنی کس طرح مواد جمع کیا جائے؟ اسے مرتب کس طرح کیا جائے؟ بیان شروع کیسے کیا جائے؟ اختتام کس طرح ہونا چاہئے؟ وغیرہ وغیرہ پھر کوئی ایسا اسلامی بھائی بھی نہیں ملتا کہ جو اپنا قیمتی وقت دے کر انفرادی توجہ کے ساتھ ان کی اس مشکل کو خوشدلی کے ساتھ حل کرنے کیلئے تیار ہو جائے۔

حل......اس کے حل کیلئے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ جاری رکھئے، ان شاء اللہ عزّ وجل عنقریب اس کے بارے میں تفصیلی طور پر نکات بیان کئے جائیں گے۔

تیسری وجہ...... سستی کی بناء پر بیان تیار کرنے کیلئے مطالعہ کرنا گراں گزرتا ہےاور مطالعہ ہی نہیں ہوتا تو بیان کس طرح کیا جائے؟

حل...... اس سلسلے میں درجِ ذیل چند باتیں ضرور یادرکھئے:۔

(۱) مطالعہ کا گراں گزرنا دراصل **باطنی خرابی** کا نتیجہ ہے۔ یقیناً جس فعل کے بدلے میں دین کی اعلیٰ خدمت، تنظیم کی ترقی، ذہنی پاکیزگی، نیکیوں میں اضافہ، گناہوں کا کفارہ، معاشرے کی اصلاح، درجات کی بلندی ، اللہ عزَّ وجل اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاوخوشی اور شیطان کی گرفت میں کمزوری متوقع ہو، اس میں نفس کا سستی کرنا اور اطاعت سے صاف انکار کردینا **دل کی گندگی میں مبتلاء** ہونے کی علامت نہیں تو اور کیا ہے؟ اس کا واحد حل یہی ہے کہ نفس پر سختی کی جائے، اس کے ساتھ زبردستی کئے بغیر دنیا وآخرت میں فلاح وکامرانی کا حصول ایک خواب کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ نفس کو اطاعت کی طرف مائل کرنے اور اس کے ساتھ مقابلہ کرنے کا طریقہ جاننے کیلئے احیاء العلوم، کیمیائے سعادت، منہاج العابدین وغیرہ کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

(۲) بیان کے فائدوں کو پیشِ نظر رکھ کر غور کرنا چاہئے کہ اگر کوئی شخص تھوڑی سی محنت سے یہ فائدے حاصل کرنے میں کامیاب ہوسکتا ہو تو کیا یہ اس کیلئے سعادت مندی کی علامت نہیں؟ کاش! اس بات پر غور کر کے خود کو ملامت کی جائے کہ دنیاوی چند ٹکے کمانے یا تھوڑی سی لذت اور ذرا سے مزے کی خاطر بھی تو بے شمار **خلافِ مرضی نفس** کاموں کو اختیار کیا جاتا ہے بلکہ استقامت کے ساتھ اختیار کیا جاتا ہے، تو اگر ان فانی اور غیر پائیدار چیزوں کیلئے سخت محنت کرنے پر نفس کو تیار کیا جاسکتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر **ہمیشہ باقی وقائم رہنے والے انعامات** کیلئے یہ ہمت نہیں کی جاسکتی؟

(۳) اپنے محسن کے احسانات کو فراموش کردینے کو **بے مروّتی کی علامات** میں شمار کیا جاتا ہے۔ جس طرح ایک شخص اپنے لئے یہ پسند نہیں کرتا کہ اسے **بے مروت** کہہ کر پکارا جائے اسی طرح اس کی خواہش ہونی چاہئے کہ بے مروتوں کی علامات میں سے کوئی علامت بھی میری ذات میں نہ پائی جائے۔ بیان میں، ذکر کردہ وجہ سے سستی کرنے والوں کو غور کرنا چاہئے کہ **دعوتِ اسلامی** کے ماحول کے ساتھ وابستگی سے انہیں کس قدر فائدے حاصل ہوئے، ہو رہے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔

ان فائدوں پر اچھی طرح غور کرنے کے بعد اب اپنی حرکت کے بارے میں بھی سنجیدگی کے ساتھ تھوڑی دیر کیلئے سوچنے کی سعادت ضرور حاصل کریں کہ جب مختلف فائدے حاصل کرنے کی باری آئے تو دعوتِ اسلامی بڑی پیاری لگنی لگے، لیکن جب اس محسن عظیم کے احسانات کا بدلہ دینے کیلئے کوشش درکار ہو تو اس کے تمام تر احسانات سے منہ موڑ کر نفس کو اپنا آقا مان لیا جائے؟ کیا یہ احسان فراموشی نہیں؟ دنیاوی طور پر اگر برے وقت میں ہماری تھوڑی سی بھی امداد کردے تو ہم اس کا احسان مانتے ہوئے اس کے قدموں میں بچھ بچھ جاتے ہیں لیکن جب تنظیم ہم سے تھوڑی سی قربانی مانگے تو ہم نفس کو فوقیت دے دیں، کیا اس فعل کو درست قرار دیا جاسکتا ہے؟ اگر ایسے اسلامی بھائی کسی شخص کی برے وقت میں خوب امداد کریں، پھر اس سے کسی کام میں مدد طلب کریں اور وہ جواب میں صاف انکار کردے یا حیلے بہانے اختیار کرے تو کیا انہیں اس پر غصہ نہ آئے گا؟...... کیا اس کا یہ فعل درست محسوس ہوگا؟......اس قسم کے حضرات اسے کیا نام دینا پسند کریں گے؟......کاش! ہمارے پیارے پیارے اسلامی بھائی! بغیر برا مانے ٹھنڈے دل کیساتھ ان باتوں پر غور وتفکر کی سعادت حاصل کرلیں۔

چوتھی وجہ......وجہ کچھ بھی نہیں بس بیان کرنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔

حل......دل کے چاہنے یا نہ چاہنے پر اخروی تیاری کی بنیاد رکھنا جہالت و بیوقوفی کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ آخرت کی تیاری نیک اعمال وافعال پر استقامت کا تقاضا کرتی ہے، جب کہ دل کسی ایک کیفیت پر قائم نہیں رہ سکتا، اسے قلب اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ ہر دم بدلتا رہتا ہے، پس جب یہ مسلم ہے کہ دل کی کیفیات ایک سی نہیں رہتیں، تو اسکی مرضی یا خلافِ مرضی کو تیاریٔ آخرت کی بنیاد بنانا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟ یہ آج نماز پڑھنے کیلئے تیار ہو گا تو کل صاف انکار کر دے گا، ابھی قرآن کی تلاوت کیلئے آمادہ اور تھوڑی ہی دیر بعد کسی دوسری چیز کا طالب، کل نیکی کی دعوت پر استقامت کے سلسلے میں اطاعت کیلئے بالکل راضی اور آج دیکھئے تو اس میں بوریت محسوس کر رہا ہے غرض یہ کہ اس ناقابلِ اعتبار شے کو معیار بنانا کسی بھی طرح درست نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا مناسب و درست طریقہ یہ ہے کہ پہلے سنجیدگی کے ساتھ تنہائی میں بیٹھ کر اپنے دنیا میں آمد کے مقصد پر غور کیا جائے پھر موت کی سختیوں اور صورتِ موت (یعنی مجھے موت کس طرح آئیگی) کا تصور باندھا جائے پھر قبر کی وحشت و غربت کو نظروں کے سامنے لایا جائے پھر میدانِ محشر اور اس کی ہولناکیوں سے ڈر و خوف محسوس کیا جائے اور آخر میں دنیا میں اپنے وقت کی قدر کرنے والوں کا حاصل ہونے والے انعامات پر اظہارِ خوشی و مسرت کرنا اور اپنے بارے میں وقت کو ضائع کرنے کے باعث حسرت و پچھتاوے میں مبتلاء ہونا یاد کیا جائے۔ اس مراقبے کے بعد اپنے آپ سے سوال کیا جائے کہ کیا دل کی مرضی پر اعمال کی بنیاد رکھ کر کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے؟ جب جواب نفی میں آئے تو پھر پختہ ذہنی کے ساتھ ایسے اعمال پر استقامت کا عہد کیا جائے کہ جن سے کم وقت میں آخرت کی بڑی تیاری ممکن ہو اور پھر دل کی فریادوں کی پرواہ کئے بغیر عملی کوشش، فوراً سے پیشتر شروع کر دی جائے بالکل اس طرح جیسے دنیاوی فائدے حاصل کرنے کے سلسلے میں دل کی طرف یکسر دھیان نہیں دیا جاتا۔ اِن شاءَ اللّٰہ تعالیٰ کامیابی ضرور قدم بوسی کیلئے حاضر ہوگی۔

پانچویں وجہ......مطالعہ کیلئے کتابیں موجود نہیں، نہ ہی اتنے پیسے ہیں کہ کتابیں خرید سکیں۔

حل......اگر بیان کی تیاری صرف کتابوں کی مرہونِ منت ہوتی تو یقیناً اس عذر کو بالکل درست تسلیم کیا جا سکتا تھا لیکن معاملہ اس طرح نہیں کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ ایک بھی کتاب موجود نہ ہو اور پھر بھی بہترین بیان تیار کر لیا جائے۔ اس دعوے پر دلیل، اِن شاءَ اللّٰہ تعالیٰ عنقریب ذکر کی جائے گی۔

چھٹی وجہ......زبان میں لکنت وغیرہ ہے، چنانچہ جب لوگ آواز سن کر ہنستے تو دل آزاری ہوتی ہے یا کوئی دیگر جسمانی عیب ہے جس کے باعث لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔

حل......ایسے حضرات کو غور کرنا چاہئے کہ جب یہ دنیاوی کام کرتے ہیں تو کیا اس وقت لوگ ان پر نہیں ہنستے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہاں دل آزاری کا خیال کیوں نہیں آتا؟ اس مقام پر دنیوی کام ترک کیوں نہیں کر دیا جاتا؟ اس مقام پر لوگوں کی طرح سے ہنسی مذاق یا طنزیہ جملے برداشت کرنے کیلئے ہمت و طاقت کہاں سے آجاتی ہے؟ وہاں گفتگو کرتے ہوئے شرم کیوں محسوس نہیں ہوتی؟ جس جذبے اور ہمت کے تحت وہاں قوتِ برداشت سے کام لیا جاتا ہے، اسی قوتِ برداشت کو بیان کرنے کے سلسلے میں استعمال کیوں نہیں کیا جاتا؟ معلوم ہوا کہ یہ سب نفس کے حیلے بہانے ہیں جن پر غور و تفکر کئے بغیر انہیں درست و حق تسلیم کر کے عبادت و نیک اعمال سے منہ موڑ لیا جاتا ہے۔

ایسے اسلامی بھائیوں کی حوصلہ افزائی کیلئے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ راقم الحروف اپنے بیان شروع کرنے کا سببِ عظیم بیان کرے۔

الحمد اللہ عزّ وجل راقم الحروف کو دعوتِ اسلامی کے اوائل میں ماحول سے وابستہ ہونے کا شرف حاصل ہو گیا تھا، لہٰذا میں یہ بھی ایک اسلامی بھائی کی طرف سے بیان کا مشورہ دینے پر ماقبل تحریر کردہ حیلے بہانوں کا سہارا لینے کی کوشش کیا کرتا تھا (دل میں شوق بہت تھا لیکن چونکہ نیا ماحول تھا اور کوئی حوصلہ افزائی یا تربیت کرنے والا بھی نہیں ملتا تھا لہٰذا ایک خوف و جھجک غالب رہتی تھی)۔

کچھ عرصے بعد ہمارے علاقے (محمود آباد۔ کراچی) میں ایک قافلہ آیا، جمعہ کا دن تھا، مختلف مساجد میں بیان کیلئے جانا تھا، اس عبدِ ضعیف کو کہا گیا کہ آپ ایک مبلغ کیساتھ چلے جائیں، یہ بیان کریں گے آپ سنئے اور دیگر نمازیوں کو سنوانے کی کوشش کیجئے بعد نمازِ عصر اس مبلغ نے بیان شروع کیا، اس کی زبان میں لکنت تھی، الفاظ بہت اٹک اٹک کر ادا کر رہے تھے، حتیٰ کہ ایک لفظ کے بعد دوسرے لفظ کیلئے تھوڑی دیر انتظار کرنا پڑتا تھا۔ ان کے اس اندازِ بیان سے مجھے بہت عبرت حاصل ہوئی اور ضمیر نے ملامت کی کہ دیکھ! اللہ تعالیٰ نے اسے ایک نعمت میں عدل و انصاف سے کمی عطا فرمائی لیکن یہ پھر بھی ہمت کر کے دین کی خدمت کر رہا ہے اور اسے لوگوں کی بالکل پرواہ نہیں اور ایک تو ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صحیح و درست زبان کے ہوتے ہوئے بھی کم ہمتی کا شکار ہے۔ بس ضمیر کی اس آواز سے دل پر ایک چوٹ لگی اور پختہ ارادہ کیا کہ اب اگر مجھے درس و بیان کیلئے کہا گیا تو انکار نہ کروں گا۔

چنانچہ ایسا ہوا کہ اس کے بعد جیسے ہی بیان کیلئے کہا گیا، فوراً بیان شروع کر دیا، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ پہلا بیان **بیماری کے فضائل** کے بارے میں کرنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ بس وہ دن ہے اور آج کا دن، الحمد اللہ! مسلسل بیانات کا سلسلہ جاری ہے اور ان شاء اللہ عزّ وجل جب تک جسم میں جان ہے، **دعوتِ اسلامی** کے پاکیزہ ماحول کے ساتھ وابستہ رہتے ہوئے سنتوں کی تربیت کے سلسلے میں یہ کوشش جاری و ساری رہے گی۔

ملاحظہ فرمایئے کہ ایک معذور اسلامی بھائی کی ہمت نے کتنا بڑا کام کر دکھایا، بس اسی طرح دیگر اسلامی بھائیوں کو بھی ہمت کرنی چاہئے۔

نیز خود سے بار بار یہ سوال کرنا چاہئے کہ اس سلسلے میں شرم کا شکار ہونا بہتر ہے یا عمل کی سعادت حاصل کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قرب کے حصول کی کوشش میں کامیاب ہونا؟

ساتویں وجہ...... پڑھنا لکھنا نہیں آتا۔

حل...... ایسے اسلامی بھائی بھی نفس کی چالوں کو سمجھنے کا ذہن بنائیں اور اس کے سامنے بچہ بننے سے پرہیز کریں کیونکہ بیان کرنے کیلئے پڑھا لکھا ہونا ضروری نہیں ، ہاں علمِ دین ضروری ہے اور علمِ دین کا حصول صرف کتابوں کے مطالعے پر موقوف نہیں بلکہ جس طرح پڑھ کر علم حاصل ہوتا ہے، اسی طرح سن کر بھی اس کا حصول ممکن ہے بلکہ عام مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ پڑھی ہوئی بات بہت جلد ذہن سے نکل جاتی ہے، جب کے سنی ہوئی طویل عرصے تک یاد رہتی ہے۔ چنانچہ اس قسم کے اسلامی بھائیوں کو چاہئے کہ امیر اہلسنّت (مدظلہ العالی) کے بیانات کی کیسٹیں بکثرت سنا کریں۔ اس طرح کئی بیان یاد ہو جائیں گے، نیز جب کوئی قابلِ اعتماد مبلغ بیان کر رہا ہو تو اس کے بیان کو خوب غور سے سنیں اور جس بات کو یاد کرنا چاہیں، بیان ختم ہو جانے کے بعد کم از کم ایک مرتبہ اپنے آپ کو بلند آواز سے سنائیں، یونہی کیسٹ سن کر بھی کریں۔ ان شاء اللہ عزوجل کچھ ہی عرسے میں ذہن میں بے شمار دینی معلومات اسی طرح جمع ہو جائیں گی جس طرح دنیاوی معلومات کا ذخیرہ جمع کرنے میں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس قسم کے اسلامی بھائی یقیناً نوکری یا کاروبار میں حساب وکتاب یا پیسے کا لین دین بھی تو یاد رکھتے ہی ہیں، تو پھر بیان یاد رکھنے میں مجبوری ہے؟ راقم الحروف ایسے کئی مبلغین کو ذاتی طور پر جانتا ہے کہ جو بالکل ان پڑھ یا معمولی پڑھے لکھے ہیں لیکن اسی طرح بیان سن سن کر ایک یا ڈیڑھ گھنٹے تک بآسانی بیان کر لیتے ہیں اور ان کے بیان کو سن کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ ایک ان پڑھ اسلامی بھائی بیان کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہمت وجرأت کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

آٹھویں وجہ...... بیان کے بعد لوگوں یا نگران یا دیگر اسلامی بھائیوں کی طرف سے مرضی کے مطابق حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔

نویں وجہ...... سننے والے بہت کم ہوتے ہیں جس کے باعث بیان کرنے میں مزہ نہیں آتا۔

دسویں وجہ...... کوئی دوسرا مبلغ ان سے اچھا بیان کرتا ہے، جس کے باعث اسے خوب عزت ملتی ہے اور لوگوں کی زبانوں پر اسی کی تعریف زیادہ جاری رہتی ہے، جب کہ مقابلے میں حضرت کو کوئی پوچھتا ہی نہیں، جس کی وجہ سے ان کا نفس اپنی بڑی بے عزتی محسوس کرتا ہے، چنانچہ اس بے عزتی سے بچنے کا ایک حل یہی نظر آتا ہے کہ بیان کرنا ہی ترک کر دیا جائے کہ نہ بیان کروں گا اور نہ فلاں اور میرا موازنہ کیا جائے گا۔

گیارہویں وجہ...... بسا اوقات بیان کرنے میں کوئی غلطی ہو جاتی ہے جس کے باعث نگران یا دیگر اسلامی بھائی سختی سے گرفت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی سختی شدید دل آزاری کا سبب بن جاتی ہے اور یہی دل آزاری آئندہ کیلئے بیانات سے بیزاری کر دیتی ہے۔

بارہویں وجہ...... بعض اوقات خواہش ہوتی ہے لیکن نگران ان کے بجائے کسی دوسرے پرانے یا نئے مبلغ کو موقع دے دیتا ہے، اس خلافِ مرضی بیانات کی تقسیم پر نفس میں شدید غصہ پیدا ہوتا ہے اور یہی غصہ بیانات سے دور لے جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

آٹھویں سے بارہویں وجہ تک کا حل ...... ایسے اسلامی بھائیوں پر شدید افسوس ہے کہ جو دین کی ترقی کے بجائے اپنی ذاتی فائدوں کو زندگی کا مقصد بنانے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ اس قسم کے نازک مزاج اسلامی بھائیوں کی خدمت میں مؤدبانہ سوال ہے کہ آپ، اپنی حوصلہ افزائی، کثیر سننے والوں عزت کے حصول، بے عزتی سے بچنے، دل آزاری سے محفوظ رہنے اور بڑی محافل سے حاصل ہونے والی لذت کیلئے بیان کر رہے ہیں یا اللہ عزوجل کی رضا کیلئے؟ اگر اللہ عزوجل کی رضا کیلئے تو پھر ان وجوہات کی بناء پر بیان ترک کرنے کیا معنیٰ؟ اور اگر ربِّ کائنات کی رضا مطلوب نہیں بلکہ نفس کی خواہشات کی تکمیل کیلئے یہ ساری مشقت برداشت کی جارہی ہے تو پھر خوب غور و تفکر کے ساتھ درجِ ذیل حدیث پاک کا مطالعہ فرمائیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بروزِ قیامت لوگوں میں سے جس کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا، وہ شخص ہوگا کہ جسے راہِ خدا عزوجل میں شہید کیا گیا، پس اسے (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) حاضر کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا، وہ ان کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ تو نے ان نعمتوں کے شکر کے طور پر کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کے شہید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا کیونکہ تو نے جہاد اس لئے کیا تھا کے تجھے بہادر کہا جائے، سو وہ کہہ لیا گیا۔ پھر اس کے بارے میں (جہنم میں ڈالے جانے کا) حکم دیا جائے گا، تو اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ یہاں تک کے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

اور (پھر) وہ شخص حاضر کیا جائے گا، جس نے علم سیکھا اور سیکھایا اور قرآن پاک پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اسے (بھی) اپنی نعمتوں کی پہچان کروائے گا، وہ ان کا اقرار کریگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے ان کے شکریئے میں کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور تیری رضا کی خاطر قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا تو نے علم اسلئے حاصل کیا تا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اسلئے پڑھا تا کہ تجھے قاری کہا جائے سو وہ کہہ لیا گیا پھر اس کے بارے میں (بھی دوزخ میں ڈالے جانے کا) حکم دیا جائیگا پس اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا، یہاں تک کے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

اور (پھر) وہ شخص (لایا جائے گا کہ) جس کو اللہ تعالیٰ نے وسعت بخشی اور اسے ہر قسم کا مال عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اسے بھی اپنی نعمتیں یاد لائے گا، وہ ان کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے ان کے بدلے میں کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ میں نے کوئی ایسی راہ نہ چھوڑی کہ جس میں تجھے مال خرچ کرنا محبوب ہو، چنانچہ میں نے اس (راہ) میں تیری رضا کی خاطر مال خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے جھوٹ کہا، کیونکہ تو نے یہ سب اسلئے کیا تھا تا کہ تجھے سخی کہا جائے، سو وہ کہہ لیا گیا پھر اس کے بارے میں (بھی جہنم کا) حکم دیا جائے گا۔ چنانچہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا یہاں تک کہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (مسلم)

یہ بھی اچھی طرح یاد رکھیں کہ اس قسم کی بے ہودہ اور لچر وجوہات کی بناء پر بیان ترک کرنے کے باوجود ہوسکتا کہ کسی مزید حیلے بہانے کے ذریعے دوسروں پر یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہو جائیں کہ میں تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر بیان ترک کر رہا ہوں۔ اس طرح ہوسکتا ہے کہ سامنے والوں کی زبانیں اعتراض کرنے سے رک جائیں اور خود دعویٰ کرنے والے کا دل بھی مطمئن ہوجائے لیکن کیا اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینا ممکن ہے؟ کیا انہیں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ عالیشان معلوم نہیں کہ اولیس اللّٰہ باَ علم بما فی صدور العلمین یعنی کیا اللہ خوب نہیں جانتا جو کچھ جہاں بھر کے دلوں میں ہے۔ (پ۲۰۔العنکبوت:۱۰۔ترجمۂ کنزالایمان)

اور یعلم خائنۃ الاعین و ما تخفی الصّدور یعنی اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔ (پ۲۴۔المومن:۱۹۔ترجمۂ کنزالایمان)

☆ گیارہویں وجہ کے تحت بیان چھوڑنے والے مبلغین کے ساتھ ساتھ بیان چھڑوانے والے نادان دوستوں کو بھی اپنا محاسبہ کرنا چاہئے۔ بتقاضائے بشریت کس انسان سے خطا سرزد نہیں ہوتی؟ کیا ڈانٹ ڈپٹ کر، دل توڑ دینے والے، ہر خطا سے معصوم ومحفوظ ہیں؟ اگر جواب نہیں میں ہے، تو پھر ان کی خدمت میں مؤدبانہ عرض ہے کہ اگر غلطی واقع ہونے پر اسی انداز میں آپ کی گرفت کی جائے، تو کیا آپ اسے اپنے لئے پسند کریں گے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر درج ذیل حدیثِ پاک کو ہمیشہ ذہن میں رکھئے۔

☆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا، افضل ترین ایمان یہ ہے کہ تو لوگوں کیلئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور لوگوں کے لئے وہی ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

یہ حدیثِ پاک ہماری ذات کیلئے بھی راہِ ہدایت کی حیثیت رکھتی ہے یا صرف دوسروں کو سنانے کیلئے ہے؟

اور اس حدیثِ پاک کی روشنی میں ایسے اسلامی بھائی سے معافی مانگنے میں قطعی شرم محسوس نہ فرمائیں، ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں تو حکومت کے نشے میں آپ کو کسی گرفت کا احساس نہ ہو اور آپ اسے ایک معمولی بات قرار دے کہ بھول جائیں لیکن میدان محشر میں یہی مبلغ، تمام مخلوق کے سامنے آپ کے نامہ اعمال سے بے شمار نیکیاں نکال کر لے جائے اور آپ حسرت سے دیکھتے رہ جائیں۔

تیرہویں وجہ...... بہت جلد گلا بیٹھ جاتا ہے، چنانچہ لمبا بیان کرنا ممکن نہیں۔

حل...... اگر کسی اسلامی بھائی کو واقعی یہ عذر لاحق ہے تو اسے معذور تصور کیا جائے گا لیکن ان کیلئے ضروری ہے کہ گلے کی مضبوطی کیلئے عملی اقدامات کرنے کی کوشش کریں۔ اس کیلئے چند مشورے حاضر خدمت ہیں:۔

۱ ...... اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعا مانگیں کہ یاربِ کریم! میں تیرے دین کی ترقی کیلئے اپنی صلاحیتیں استعمال کرنا چاہتا ہوں اگر تیری کرم نوازی شامل حال نہ رہی تو یقیناً اس مقصد میں کامیابی ممکن نہیں، تجھے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فصاحت و بلاغت کا واسطہ، میرے گلے کو درست فرمادے اور طویل وقت تک بغیر کسی رکاوٹ کے سلامت وروانی کے ساتھ بیان کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

۲ ...... کسی ماہر ڈاکٹر یا حکیم سے رجوع کریں اور اس سلسلے میں پیسے خرچ کرنے میں کسی قسم کا بخل نہ کریں کیونکہ پیسہ تو دوبارہ بھی آجائے گا لیکن زندگی کے یہ قیمتی دن دوبارہ لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ جتنے پیسے اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل میں خرچ کردیئے جاتے ہیں اگر انہیں اس مقصد میں استعمال کیا جائے تو یقیناً باعثِ اجر وثواب بھی ہوگا اور آئندہ کیلئے سببِ راحت بھی۔

۳ ...... کھٹی، چٹ پٹی، تلی ہوئی چیزوں، مٹھائی، پکوڑے، تیز ٹھنڈا پانی، پان، چھالیہ اور چکنائی وغیرہ سے پرہیز کریں۔

٤ ...... رات کو سونے سے پہلے کم از کم ایک گلاس نیم گرم پانی میں تھوڑا سا نمک ڈال کر غرغرہ کرنے کی عادت ڈالیں۔

٥ ...... روزانہ درس ضرور کریں تاکہ گلا الفاظ کی ادائیگی کا عادی بنا رہے۔

٦ ...... مذکورہ تمام تدابیر کو اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے گھر میں وقت نوٹ کر کے خود کو با آوازِ بلند سنایا کیجئے، پہلے ۳ دن: صرف دس منٹ، اگلے ۳ دن: ۱۵ منٹ، اس کے بعد ۲۰ منٹ اور اسی طرح ہر تین دن بعد تھوڑا تھوڑا وقت بڑھاتے جائیے، اِن شاءَ اللہ تعالیٰ کچھ ہی عرصے میں اس کے فوائد ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گے۔

ہر صاحبِ مطالعہ اسلامی بھائی کو چاہئے کہ اگر وہ مذکورہ وجوہات میں سے کسی وجہ کے باعث بیان کی نعمت سے محروم و دور ہے، تو فوراً ہر قسم کے حیلے یہ بہانے سے اپنی جان چھڑا کر اپنی زبان سے نکلنے والے پاکیزہ الفاظ کی برکت سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرے۔

بیان تیار کرنے کا طریقہ

دوسری وجہ کے حل کے تحت عرض کیا گیا تھا کہ عنقریب بیان بنانے اوراس کی ادئیگی کے بارے میں معروضات عرض کی جائیں گی۔ لہٰذا حسبِ ارادہ اولاً بیان تیار کرنے اور پھر بیان کرنے کے بارے میں چند مدنی نکات پیشِ خدمت ہیں۔

مواد کی تیاری

بیان کیلئے مواد کی تیاری کے سلسلے میں کئی چیزیں مفید ومعاون ثابت ہوتی ہیں۔مثلاً دینی کتب، بیانات کی کیسٹیں، مبلغین کے بیانات، اخبارات وغیرہ کا مطالعہ، اپنے اطراف میں ہونے والے واقعات کا مشاہدہ وغیرہ۔

ان سے اکتسابِ علم کا طریقہ

(۱) دینی کتب

بیان کی تیاری کے سلسلے میں دینی کتب کا مطالعہ بے حد ضروری ہے، مطالعے کی برکت سے نہ صرف معلومات میں بے حد اضافہ ہوتا ہے بلکہ خوداعتمادی کے ساتھ ساتھ بیان کرنے میں بے حد آسانی بھی پیدا ہوجاتی ہے۔اس سلسلے میں مذکورہ کتب سے مدد طلب کرنا بے حد مفید رہے گا:۔

(۱) کیمیائے سعادت (۲) منہاج العابدین (۳) مکاشفۃ القلوب (٤) احیاء العلوم (٥) جامع کراماتِ اولیاء (٦) مرآۃ شرح مشکوۃ (۷) اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ (۸) رسالۂ قشیریہ (۹) تذکرۃ الاولیاء (۱۰) شرح الصدور (۱۱) بزمِ اولیاء (۱۲) تفسیر خزائن العرفان (۱۳) تفسیر نعیمی (١٤) عجائب القرآن (١٥) غرائب القرآن (١٦) ترجمۂ قرآن کنز الایمان (۱۷) فیضانِ سنت (۱۸) امیر اہلسنّت مدظلہ العالی کے رسائل (۱۹) تاریخ الخلفاء (۲۰) الخصائص الکبریٰ (۲۱) مدارج النبوت (۲۲) موعظ حسنہ (۲۳) سرورِ خاطر (٢٤) قاطع لذات (٢٥) جہنم کے خطرات

لیکن مطالعہ کا درست فائدہ اسی وقت حاصل ہوگا کہ جب درجِ ذیل گزارشات پر ہمت واستقامت سے عمل پیرا ہونے کی کوشش کی جائے:۔

(۱) مطالعہ کیلئے کسی ایسے وقت کا انتخاب کیجئے کہ جس میں دیگر مصروفیات اور کسی کی مداخلت کا اندیشہ نہ ہو۔تا کہ بالکل یکسوئی کیساتھ مطالعہ ہوسکے۔یاد رکھئے کہ جو مطالعہ یکسوئی کے ساتھ کیا جائے وہ طویل عرصہ تک ذہن میں محفوظ رہتا ہے۔

(۲) مطالعہ روزانہ ہونا چاہیے اس میں ناغہ ہرگز نہ ہواس کیلئے لمبا وقت ضروری نہیں چاہے آدھا گھنٹہ ہی کریں لیکن روزانہ کریں۔

(۳) لیٹ کر یا جھک کر مطالعہ نہ کریں، اس طرح ذہن پر بوجھ زیادہ پڑتا ہے، نیز نظر کے کمزور ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔ بیٹھ کراور کتاب کوتھوڑا سا اٹھا کر پڑھیں۔

(٤) دورانِ مطالعہ ایک ڈائری اپنے پاس رکھئے۔ اب آپ جو بھی آیتِ پاک یا حدیثِ مبارکہ یا واقعہ یا کسی بزرگ کا قولِ مبارک پڑھیں، اس پر غور کریں کہ اسے کسی عنوان کے تحت استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اب جو بھی عنوان سمجھ میں آئے اسے ڈائری کے ایک صفحے کے اوپر لکھ لیں اور نیچے اس کتاب کا نام اور صفحہ نمبر درج کرلیں۔ مثلاً آپ نے کیمیائے سعادت کا مطالعہ فرماتے ہوئے یہ حدیثِ پاک پڑھی کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، حسد سے بچ کر رہو اسلئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے کہ جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ یقیناً یہ حدیثِ پاک حسد کے بارے میں ہے، چنانچہ اسے درجِ ذیل طریقے سے ڈائری پر نوٹ فرمالیں۔

حسد
مکاشفۃ القلوب ﴿۴۵﴾

پھر آگے مطالعہ شروع فرمائیں، اب مثلاً تکبر کے متعلق کوئی حدیثِ پاک نظر آئی، اسے لکھنے سے پہلے ڈائری کے دو تین صفحے چھوڑ دیں تاکہ حسد کے متعلق مزید مواد حاصل ہو تو اسے ان صفحات میں لکھا جاسکے، اب اس صفحے پر بھی حسبِ سابق تکبر کی ہیڈنگ ڈالیں اور کتاب کا نام اور صفحہ نمبر نوٹ فرمالیں۔

اس طرح مطالعہ کرنے کے باعث آپ کے مطالعہ کی رفتار ابتداء میں کچھ سست رہے گی لیکن جب عنوان قائم کرنے میں ملکہ و مہارت پیدا ہو جائے گی تو اِن شاءاللہ یہ شکایت بھی رفع ہو جائے گی۔ آپ درجِ بالا طریقے سے مطالعہ فرما کر دیکھیں، ان شاءاللہ تعالیٰ کچھ ہی عرصے میں آپ کے پاس بحوالہ مختلف عنوانات کے تحت بہترین وکثیر مواد جمع ہو جائے گا۔

یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک حدیثِ پاک یا واقعہ ایک سے زیادہ عنوان کے تحت استعمال ہو، اس صورت میں اس حدیثِ پاک کو سمجھ میں آنے والے ہر عنوان کے تحت درج فرمائیں۔

مواد جمع کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ آپ اسی طرح جو بھی حدیثِ پاک و واقعہ وغیرہ پڑھیں، اس کا عنوان قائم کرکے اس مواد کی فوٹو اسٹیٹ کروا کر عنوان کے تحت چسپاں کرلیں۔

(۲) امیر اہلسنت مدظلہ العالی کے بیانات کی کیسٹیں

مستند ومحتاط مواد کے حصول کیلئے آپ کے بیانات کی کیسٹیں بے حد اہم کردار ادا کرتی ہیں، انہیں بغور سنیں اور کسی ڈائری میں بیان کردہ مواد کے عنوان کے ساتھ اسے نوٹ کرتے جائیں۔

بعض اسلامی بھائیوں کی خواہش ہوتی ہے کہ حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کے بیان کو سن کر **مسموع مواد** بعینہٖ اسی طرح ادا کیا جائے یہ بہت اچھی خواہش ہے لیکن اس ارادے پر عمل پیرا ہونے سے پہلے اس بات پر ضرور غور کرلیں کہ آپ اور حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کی شخصیت میں زمین وآسمان بلکہ اس سے بھی زیادہ فرق ہے، لہٰذا ہوسکتا ہے کہ ایک بات حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کی زبان سے بہت اچھی محسوس ہو لیکن جب آپ اسے ادا کرنا چاہیں تو وہ اثر وانداز قائم نہ رکھ سکیں جو حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کا خاصہ ہے بلا مبالغہ حضرت صاحب (مدظلہ العالی) ایک عام سی بات بھی بیان کرتے ہیں تو اس میں ایک ایسا اثر ومزہ پیدا فرمادیتے ہیں کہ جو ہم ایک خاص بات میں بھی نمایاں نہیں کر پاتے، پس اگر آپ اس بات کو بعینہٖ بیان کریں گے تو عین ممکن ہے کہ بیان پر گرفت مظبوط نہ رکھ سکیں، نتیجتاً سننے والے بیان سے مکمل طور پر فیضیاب ہونے سے محروم رہیں گے اور عوام کی طرف سے عدم توجہی کا احساس آپ کی ذات میں احساسِ کمتری پیدا کرنے کا سبب بن جائے گا۔ چنانچہ پہلے خود میں اتنا ملکہ وصلاحیت بیدار فرمالیں کہ حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کے بیان کو بعینہٖ ادا کرسکیں، اس کے بعد ضرور یہ سعادت حاصل کیجئے۔ اس سے پہلے پہلے بیانات میں سے مواد لے کر اسے اپنے انداز وطریقے کے ساتھ ادا کرتے رہیں۔

ضروری تنبیہ...... بعض اسلامی بھائی **پیشہ ور مقررین** کے دھواں دار بیان سننے کے بے حد شوقین ہوتے ہیں اور ان کی تقریروں میں سے مواد بھی اخذ کیا جاتا ہے۔ آپ ایسا ہرگز نہ کریں کیونکہ اس قسم کے مقررین اپنے بیان کو چٹ پٹا بنانے کیلئے احادیث وواقعات میں اپنی طرف سے بہت زیادہ اضافہ کردیتے ہیں۔ نیز بعض اوقات تو جھوٹے اور من گھڑت واقعات واحادیث بیان کرنے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا بلکہ آپ کو بہت حیرت ہوگی کہ بسا اوقات تو آیاتِ مبارکہ بھی غلط سلط پڑھ کر اپنے پاس سے الٹی سیدھی تفسیر کردیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔ (آمین)...... راقم الحروف کو ان کے استاد محترم نے بتایا کہ ایک شعلہ بیان مقرر نے دورانِ تقریر غلط آیت پڑھی، جب میں نے بعد میں انہیں اس پر خبردار کیا تو کہنے لگے بارہ تقریروں میں ایسے ہی لکھی تھی۔ لہٰذا نہ تو ان کا بیان سنیں اور نہ ہی اس سے مواد اخذ کریں، اسی میں عافیت ہے۔

(۳) مبلغین کے بیانات

مرکزی مبلغین کے بیانات بھی مواد کے حصول کا بہترین ذریعہ ہیں۔ بیان سننے کے ساتھ ساتھ نئی باتوں کو نوٹ کرتے جانا، عظیم سعادت مندی ہے۔

ضروری تنبیہ......لیکن اس میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ کسی بھی مبلغ پر کامل اعتماد کے بعد ہی اس کی بیان کردہ بات کو آگے بیان فرمائیں، ورنہ ہوسکتا ہے کہ فائدے کے بجائے اُلٹا نقصان ہو جائے۔ کیونکہ یہ راقم الحروف کا پرانا تجربہ ہے کہ بعض مرکزی مبلغین بھی حصولِ مواد اور بیانِ کلام میں احتیاط سے کام نہیں لیتے اور غیر معیاری قسم کی باتیں بغیر خوفِ خدا کے بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ نئے مبلغین ان پر اندھا اعتماد کرنے کے باعث بغیر تحقیق کئے بات کو آگے بیان کردیتے ہیں اور اس طرح بسا اوقات ایک غلط بات آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اب اجتماع میں تو گرفت نہیں ہو پاتی، لیکن جب وہی بات باہر کسی مقام پر ذکر کی جائے تو مبلغین کو اس پر وارد ہونے والے اعتراضات کا جواب دینا مشکل ہو جاتا ہے اور اس طرح اپنے ہی مبلغ کے ذریعے ماحول کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔

اسی قسم کی غلطی کی ایک مثال پیشِ خدمت ہے کہ ایک مرتبہ راقم الحروف نے ایک مبلغ کو یہ بیان کرتے سنا کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی بھی اذان نہیں دی کیونکہ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذان دیتے تو جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حی علی الصلوٰۃ (یعنی نماز کی طرف) پر پہنچتے تو زمین وآسمان ہ پہاڑ و درخت و چرند و پرند سب کے سب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آوازِ مبارک پر لبیک کہتے ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب بڑھتے اور اس طرح ہر طرف تباہی مچ جاتی۔ حسبِ توقع اس **عظیم اظہار عقیدت** پر عوام کی طرف سے زور دار طریقے سے سبحان اللہ اور غالباً نعرے کی آواز بھی سنائی دی۔ بعدِ بیان کسی نے ان مبلغ سے عرض کی، حضرت آپ نے یہ بات کہاں پڑھی؟ فرمانے لگے کہ **پڑھی تو نہیں بس ذہن میں آئی تو بیان کردی** بعد میں انہیں بحوالہ بتایا گیا کہ فتاویٰ رضویہ شریف (قدیم) جلد۲، صفحہ ۳۸۷ پر امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے ثابت کیا ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دورانِ سفر بذاتِ خود اذان ارشاد فرمائی۔

کامل اعتماد کا طریقہ

مرکزی مبلغین پر کامل اعتماد کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً آپ نے کسی مبلغ کا بیان سنا اور اس میں سے کوئی بات پسند آئی تو اسے فوراً نوٹ کرلیں اب اگر مبلغ نے اسے باحوالہ بیان کیا ہے تو اسے جا کر اسی کتاب میں تلاش کر کے دیکھیں، اگر بعینہٖ مل جائے تو ٹھیک، اور اگر کچھ زیادہ فرق کے ساتھ ہو تو ان سے اس کی وضاحت طلب کر کے اطمینان حاصل فرمائیں، اگر مطمئن کر دیں تو ٹھیک ورنہ اس بات کو آگے بیان نہ کیجئے اور اگر حوالے کے بغیر بیان کی تھی تو مبلغ سے ملاقات کر کے حوالہ طلب فرمائیں اور پھر سابقہ عمل دہرائیں۔

اگر چند اسی طرح تحقیق کرنے پر مبلغ کر بیان کردہ ہر بات درست و کامل و مستند ثابت ہو جائے، تو انہیں قابلِ اعتماد مانا جائے اور اگر جواب میں ٹال مٹول سے کام لیا جائے، نیز بیان کردہ بات کا کوئی حوالہ نہ ہو بلکہ سنے سنائے قصوں کے ذریعے ہی لوگوں کو متاثر کرنے کا سلسلے جاری محسوس فرمائیں یا بیان کردہ باتیں غلط ثابت ہو جائیں یا قرآن و حدیث کی تشریحات اپنے پاس سے بیان کرنے کی عادت محسوس ہو تو اب ان پر اعتماد نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

(٤) اخبارات کا مطالعہ

اخبارات میں شائع ہونے والی خبریں بھی بیانات کی تیاری میں بے حد معاون ثابت ہوتی ہیں، چنانچہ اگر ممکن ہو تو روزانہ **قلب و نظر** کی حفاظت کے ساتھ اخبارات کا مطالعہ کیجئے اور جس خبر کو کسی بھی موضوع کے تحت اہم تصور فرمائیں اسے کاٹ کر دن و تاریخ کے ساتھ عنوان قائم کر کے کسی ڈائری میں چسپا کرلیں۔

(٥) اپنے اطراف میں ہونے والے واقعات کا مشاہدہ

ہر مبلغ کو چاہئے کہ اپنے اطراف میں ہونے والے حالات و واقعات پر گہری نظر رکھے اور غور کرتا رہے کہ انہیں اپنے بیان میں کس جگہ اور کس طرح شامل کیا جا سکتا ہے، ان شاء اللہ عزوجل اس مشاہدے کی عادت ڈال لینے کی بناء پر بھی بہت مؤثر مواد حاصل کیا جا سکتا ہے۔

مواد جمع کرنے کی ضرورت

مواد جمع کرنا کئی لحاظ سے ضروری ہے۔

(۱) اکثر اوقات انسان کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے فلاں بات کہاں پڑھی تھی ، چنانچہ جب بوقتِ ضرورت مطلوبہ شے حاصل نہیں ہو پاتی تو بہت زیادہ کوفت کا شکار ہونا پڑتا ہے اور بیان میں کمزوری بھی واقع ہو جاتی ہے۔

(۲) بسا اوقات کسی مقام پر اچانک بیان کرنا پڑ جاتا ہے اگر پہلے سے مواد تیار ہو تو شرمندگی و انکار سے بچ کر سنتیں سکھانے کی سعادت حاصل کی جاسکتی ہے۔

(۳) قافلوں پر جاتے ہوئے تمام کتابوں کا ساتھ لے جانے یقیناً ناممکن ہے اگر ڈائریوں میں مواد تیار کیا ہوا موجود ہو تو انہیں بآسانی ساتھ لے جایا جاسکتا ہے۔

(٤) بعض اقات کسی دوسرے اسلامی بھائی کو کسی موضوع سے متعلق مواد کی ضرورت پیش آجاتی ہے اگر آپ کے پاس مواد تیار ہو گا تو ایسے موقع پر اپنے اسلامی بھائی کی حاجت پوری کرنے کا ثواب حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی جاسکتی ہے۔

تحدیثِ نعمت

الحمدللہ عزوجل! راقم الحروف کو ابتداء ہی سے مطالعہ کا بے حد شوق رہا ہے بسا اوقات تو چھ چھ گھنٹے مطالعہ کے ساتھ ساتھ لکھتے رہنے کی سعادت بھی حاصل ہوتی رہی ہے۔ شروع ہی سے یہ عادت بنالی تھی کہ جو پڑھتا، اس سے آیات واحادیث و واقعات واقوالِ بزرگانِ دین کو فوراً عنوان قائم کر کے ڈائری پر لکھ لیا کرتا تھا، اس طرح طویل و مسلسل محنت کے بعد تقریباً گیارہ ڈائریوں کے ہزاروں صفحات پر، مختلف عنوانات کے تحت بے شمار مواد جمع کرنے کی سعادت حاصل ہوگئی ۔ اب جب بھی قافلوں پر جانے کا شرف حاصل ہوتا ہے، تو یہ ڈائریاں ہی ساتھ ہوتی ہیں، اور ان کی برکت سے بے شمار موضوعات کے تحت بیان کرنے میں کسی قسم کی دقت محسوس نہیں ہوتی۔ نیز کئی اسلامی بھائی انہیں فوٹو اسٹیٹ کروا کر بیانات میں آسانی حاصل کر چکے ہیں۔ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے یہ بھی اللہ عزوجل کی کرم نوازی رہی ہے کہ مطالعہ کرنے میں نہ تو کبھی اکتاہٹ و بوریت محسوس ہوئی اور نہ اس میں کمی وناغہ ہوا، بلکہ روز بروز اضافہ ہی دیکھنے میں آیا ہے اور اس کی اتنی برکات مشاہدے میں آئی ہیں کہ اگر ان کو تحریری شکل میں پیش کیا جائے تو بلا مبالغہ ایک ضخیم کتاب تیار کی جاسکتی ہے۔

مواد کو ترتیب دینا

مواد تیار کرنے کے بعد، بیان کرنے سے پہلے اسے ترتیب دینا، بہت اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ اکثر اوقات غیر مرتب بیان، اچھا مواد ہونے کے باوجود وہ اثر قائم نہیں کر پاتا کہ جسے عوام الناس کی سوچ تبدیل کرنے کیلئے ضروری تصور کیا جاتا ہے۔

ہاں یہ دعویٰ کرنا درست نہ ہوگا کہ بے ترتیب بیان بالکل ہی بے اثر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قلوب کی کیفیات تبدیل فرمانے میں کسی ذریعے کا محتاج نہیں، لیکن بہرحال کوشش اور حکمت اختیار کرنے کا حکم تو دیا ہی گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا......

ادع الٰی سبیلِ ربك باللحكمة وَ الموعظة الحسنة (پ:۱۴۔النحل:۱۲۵)

ترجمۂ کنزالایمان: یعنی اپنے ربّ کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔

چنانچہ بیان کو ترتیب کے ساتھ ادا کرکے اس کی برکات وافادیت میں اضافے کو بخوبی محسوس کیا جاسکتا ہے۔

ترتیب دینے کا طریقہ

اس کیلئے بالترتیب درجِ ذیل امور کا خیال رکھا جائے:۔

(۱) پہلے جمع شدہ مواد کو پورا پڑھ لیں۔

(۲) اب غور کریں کہ اس میں سے کون سی بات کو سب سے پہلے بیان کرنا ضروری ہے، پھر کون سی، اسکے بعد کون سی اور آخر میں کون سی۔ یا یوں غور کیجئے کہ سننے والے اس میں سے کس چیز کو پہلے جاننا چاہیں گے، اس کے بعد کس کو......وعلیٰ ھذا القیاس

مثلاً آپ حسد کا بیان کرنا چاہتے ہیں اور آپ کے پاس اس کا علاج، تباہ کاریاں، علامات، تعریف اور اس سلسلے میں بزرگانِ دین کے واقعات موجود ہیں تو یقیناً سب سے پہلے اس کی تعریف بیان کرنی چاہئے کیونکہ عوام تو عوام بعض خواص بھی اس کی شرعی تعریف سے ناواقف ہوں گے۔ اب اگر آپ نے تعریف کئے بغیر، ابتداءً حسد کی تباہ کاریاں بیان کرنا شروع کر دیں، تو نہ تو سننے والے صحیح معنی میں خوف محسوس کریں گے اور نہ ہی اپنا محاسبہ کرسکتے ہیں۔ ہاں اگر آپ پہلے تعریف بیان کر دیں تو اول ہی سے سب کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ عیب میری ذات میں بھی موجود ہے یا نہیں۔ اب اس کے بعد جب آپ اس کی تباہ کاریاں بیان فرمائیں گے، تو مبتلاءِ گناہ حضرات بہت اچھی طرح اپنا محاسبہ کرسکیں گے، نیز اس کی آفات کے بیان سے ان کے قلوب میں شدید خوف بھی پیدا ہوگا۔

تعریف کے بعد اس گناہ سے توبہ کی طرف مائل کرنا یا محفوظ رہنے کیلئے عملی اقدام کی سوچ فراہم کرنا بھی ضروری ہے، یقیناً اس کیلئے حسد کی آفات کو بالتفصیل بیان کیا جانا چاہئے، چنانچہ اب اس کی تباہ کاریاں بیان کیجئے۔

پھر ویسے تو تعریف کے ذریعے ہی حسد کی موجودگی پر آسانی مطلع ہوا جا سکتا ہے لیکن یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ نفس اپنی غلطی وعیب کبھی بھی تسلیم نہیں کرتا، چنانچہ اب اس کی علامت بیان کی جانی چاہئیں تا کہ نفس کیلئے راہِ فرار کے تمام راستے بند ہو جائیں۔

تعریف وعلامات و باعثِ ہلاکت ہونے کو بیان کرنے کے بعد بلا ریب علاج بیان کرنے کی ضرورت ہے اور علاج اختیار کرنے کی ترغیب کیلئے بزرگانِ دین کے اعمال و اقوال معاون ثابت ہوتے ہیں، لہٰذا آخر میں علاج واسلافِ کرام رضی اللہ عنہم کی حیاتِ طیبہ کے ایمان افروز واقعات بیان کئے جائیں۔

اسی طرح غور کرنے پر حسد کے بیان کی درجِ ذیل ترتیب سامنے آئی:۔

(۱) حسد کی تعریف (۲) اس کی تباہ کاریاں (۳) علامات (٤) علاج۔

پس اسی طرح ہر بیان کو مرتب کر کے بیان کرنے کی عادت ڈالئے، فائدہ آپ خود دیکھیں گے۔

مدنی مشورہ...... اگر ممکن ہو سکے تو ہر عنوان کے تحت جمع شدہ مواد کو اسی طرح بالترتیب کی الگ ڈائری میں لکھتے جائیں، یوں آپ کے پاس مختلف موضوعات پر کئی بیان بالکل تیار حالت میں موجود ہوں گے۔

بیان سے پہلے چند قابلِ غور امور

(۱) حتی الامکان ایک موضوع پر بیان فرمائیں تا کہ اس کے مختلف پہلوؤں کو اچھی طرح واضح کیا جا سکے، جو بیان ہر پہلو کی وضاحت کے ساتھ بیان کیا جائے، اس کی افادیت دوسرے بیانات کی بہ نسبت کئی گناہ بڑھ جاتی ہے۔ بصورتِ دیگر اگر کئی موضوعات پر ایک ساتھ بیان کرنا چاہا تو چونکہ کسی بھی موضوع کی مکمل طور پر وضاحت ممکن نہیں، چنانچہ سننے والوں کو بیان میں تشنگی محسوس ہوگی۔ مثلاً اگر غیبت کا موضوع چن کر اس کی تعریف، تباہ کاریاں، اسباب، علاج، جواز کی صورتیں اور اس بارے میں بزرگانِ دین کے عمل کی وضاحت کی جائے، تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ ایک ساتھ غیبت، چغلی، موت، مال کی مذمت، فکرِ آخرت، اور عذاباتِ قبر پر بیان کیا جائے۔

(۲) ترتیب دینے کے بعد نئے مبلغین کو تو خاص طور پر چاہئے کہ پورے مواد کو کم از کم تین مرتبہ اتنی بلند آواز سے پڑھیں کہ ان کے اپنے کان اسے بآسانی سن سکیں۔ اس کے دو فائدے ہوں گے۔

پہلا فائدہ...... بیان کافی حد تک یاد ہو جائے گا۔ اب چاہے آپ دیکھ کر بیان کریں یا بغیر دیکھے، دونوں صورتوں میں آسانی حاصل ہوگی۔

دوسرا فائدہ...... اس طرح پڑھنے کے باعث زبان، الفاظِ مواد کی ادائیگی کیلئے رواں ہو جائے گی کیونکہ جب آپ اسے پہلے ہی تین مرتبہ پڑھ چکے ہیں، تو یقیناً چوتھی مرتبہ زبان کیلئے اسے بغیر اٹکے بیان کرنا بے حد آسان محسوس ہوگا۔ بصورتِ دیگر اگر پہلے صرف نظروں ہی نظروں سے پڑھا تھا، تو اب بیان کے دوران ہو سکتا ہے کہ زبان میں وہ روانی مفقود ہو کہ جو ایک پر اثر بیان کیلئے لازم وضروری ہے۔

مدینہ...... اگر آپ نے ایک گھنٹہ بیان کرنا ہے تو احتیاطاً مواد سوا یا ڈیڑھ گھنٹے کا تیار کرنا چاہئے تا کہ عین وقت پر کمی کے باعث **اوٹ پٹانگ باتوں** کا سہارا نہ لینا پڑے۔

(۳) بیان کو یاد کرنے کیلئے اسے چھوٹے چھوٹے پوائنٹس میں تقسیم کرلیں۔ مثلاً حسد کو لے لیجئے کہ اس کے بڑے بڑے چار پوائنٹس بنے۔ اب ان چاروں کے تحت آنے والے مواد کو یاد رکھنے کیلئے طریقہ یہ رکھیں کہ ان کے تحت آنے والی احادیث و واقعات وغیرہ میں سے کوئی **ایک یا دو الفاظ** ایسے منتخب فرمالیں کہ جیسے ہی وہ ذہن میں آئیں، پوری حدیث یا واقعہ ننگا ہوں کے سامنے آجائے۔ مثلاً سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، حسد ایمان کو اس طرح بگاڑ دیتا ہے کہ جیسے ایلوا شہد کو بگاڑ دیتا ہے اس حدیث کو یاد رکھنے کیلئے یہ دو لفظ یاد کرلیں **ایلوا، شہد**۔ اسی طرح تمام مواد کو چاروں بڑے نکات کے تحت درج کرلیں اور پھر اسے خوب اچھی طرح یاد کرلیں، اِن شاءَ اللہ تعالیٰ اگر کبھی بغیر ڈائری دیکھے بھی بیان کرنا پڑ گیا تو بھی ترتیب میں فرق نہیں آنے پائے گا۔

(٤) غور کریں کہ مواد میں کوئی ایسا مشکل لفظ تو موجود نہیں کے جیسے بعینہ بیان کردیا جائے تو عوام کی سمجھ سے بالاتر رہے گا۔ اگر ایسا ہو تو اس کے متبادل کوئی آسان لفظ تلاش کر کے شاملِ مواد فرمالیں۔

(۵) ایسے الفاظ کہ جن کے درست تلفظ میں شک ہو یا معلوم ہی نہ ہو تو اس کا صحیح تلفظ دیکھ لیں۔

(٦) اخلاص

بیان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہی کرنا چاہئے کیونکہ مخلوق کو متاثر کرنے کی خاطر بیان کی نحوست کی بناء پر انسان نہ صرف گنہگار رہتا ہے بلکہ اس کے باعث بیان کی تاثیر بھی بے حد متاثر ہوتی ہے۔

بیان میں اخلاص کے بارے میں تین مواقع پر غور کرنا ضروری ہے۔

۱) شروع میں...... ابتدا میں اپنے آپ سے سوال کرے کہ تو بیان کس نیت کے ساتھ کر رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور خدمتِ دین کی نیت سے، یا اس لئے کہ تیری عزت میں اضافہ ہو، لوگ تجھ سے متاثر ہو جائیں، تیری تعریفیں کی جائیں بعد بیان تجھے تعجب خیز نظروں سے دیکھا جائے وغیرہ وغیرہ۔ پہلی مرتبہ مرکزی یا کسی بڑی محفل میں بیان کرنے والے مبلغین اس کا خاص خیال رکھیں۔

۲) درمیان میں...... بعض اوقات شروع میں اخلاص پیشِ نظر ہوتا ہے، لیکن درمیان میں مذکورہ فاسد نیتیں ہو جاتی ہیں، لہٰذا درمیان میں بھی اس کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے۔

۳) بعدِ بیان...... بیان کے بعد بھی یہ خواہش ہرگز پیدا نہ ہو کہ اب میرے بیان کی تعریف کی جائے، لوگ میرے ہاتھ چومیں، اپنے علاقے میں میرا بیان کروانے کیلئے منتیں کریں، مجھ سے میرا نام و پتا معلوم کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔

(۷) جسم و لباس

بیان سے قبل جسم و لباس کے بارے میں ان چیزوں کا خیال رکھئے:۔

(۱) اپنے پاؤں دیکھ لیجئے کہ ان پر میل تو نہیں جما ہوا؟ ناخن بڑھے ہوئے تو نہیں؟ کیونکہ جب آپ بیان کیلئے کھڑے ہوں گے تو قریب بیٹھے ہوئے لوگوں کی نگاہ آپ کے پیروں پر بھی پڑے گی اگر ان پر میل کی تہیں جمی ہوں گی، ناخن بڑے بڑے ہوں گے تو ان پر آپ کی شخصیت کا برا اثر قائم ہوگا جس کا منفی اثر آپ کے بیان پر بھی پڑے گا۔ نیز جب آپ بیان کیلئے کھڑے ہوں تو خیال رکھئے کہ دونوں پیروں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہو، ورنہ دیکھنے والوں کے ذِہن میں کسی اور کا تصور آئے گا۔

(۲) یونہی بیان کے بعد عموماً مصافحہ کے بعد دست بوسی کی سعادت بھی حاصل کر لیتے ہیں اگر آپ کے ہاتھ میلے کچیلے اور ان کے ناخن بڑے بڑے اور میل خوردہ ہوئے تو چومنے والے کے دل میں آپ کے متعلق کراہیت پیدا ہوسکتی ہے اور اس کے باعث بھی بیان کا اثر زائل یا کم ہوسکتا ہے۔ لہٰذا ہاتھ بھی صاف ستھرے ہونے چاہئیں۔

(۳) اسی طرح لباس صاف ستھرا ہونا چاہئے تا کہ کسی کو کراہیت محسوس نہ ہو۔

(٤) عمامہ بھی صاف ستھرا اور اچھے انداز سے باندھیں نیز داڑھی شریف اور زلفوں میں کنگھا فرمالیں تاکہ دیکھنے والوں کے دل میں نفرت و کراہت کے بجائے سنت کی محبت و رغبت پیدا ہو۔

(٥) گریبان کا اوپر کا بٹن بند کرنے میں اگر تکلیف محسوس نہ ہو تو بند کرلیں نیز چیک کرلیں کہ گریبان بدمعاشوں کی طرح زیادہ کھلا ہوا تو نہیں۔

(٦) پائینچے ویسے تو ہمیشہ ہی ٹخنوں سے اوپر ہونے چاہئیں، لیکن بیان کرتے وقت تو خصوصی طور پر اس کا خیال رکھیں، ورنہ نہ صرف اعتراض کا نشانہ بننا پڑے گا بلکہ کسی کے بدظن ہو کر بیان کی برکات سے محروم ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔ یونہی قمیض کا دامن دیکھ لیں کہ کہیں شلوار و پاجامے کے نیفے میں تو نہیں پھنسا ہوا؟

بیان کرنے کا طریقہ

بیان کرنے کے سلسلے میں درج ذیل امور کا خیال رکھا جانا بے حد ضروری ہے:۔

(١) جس ڈائری میں مرتب شدہ بیان موجود ہو، دورانِ بیان اسے اپنے ہاتھ میں رکھئے تاکہ اگر کسی مقام پر بیان بھول جائے تو فوراً کھول کر دیکھا جاسکے۔ نیز اس سے مبلغ کو سہارا بھی حاصل ہوتا ہے خالی ہاتھ کھڑے ہونے سے خود اعتمادی میں کمی آتی ہے۔ اگر اس کا تجربہ کرنا چاہیں تو کبھی بغیر ڈائری کے بیان کر کے دیکھئے۔ (بشرطیکہ آپ کھڑے ہو کر بیان فرمارہے ہوں)

ویسے حتی الامکان ڈائری دیکھ کر ہی بیان کیجئے، یہ حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کی تلقین بھی ہے اور اغلاط سے محفوظ رہنے کا بہترین ذریعہ بھی۔

(٢) ابتداء میں لوگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بیان کیجئے، اس خود اعتمادی میں اضافہ ہوتا ہے۔ نفس نگاہیں چرانے کا مشورہ دے گا، اس کا مشورہ ہرگز نہ مانیں۔ ہاں خود اعتمادی پیدا ہو جانے کے بعد جس طرح چاہیں بیان فرمائیں۔

(٣) دورانِ بیان اپنے دائیں اور بائیں بیٹھے ہوئے سامعین پر یکساں توجہ کیجئے۔ فطری طور پر مبلغ کی توجہ دائیں بائیں میں سے کسی ایک جانب زیادہ ہوتی ہے۔ اب اگر مبلغ کسی ایک جانب ہی توجہ مرکوز رکھے تو دوسری جانب والوں کو بیان میں وہ لطف حاصل نہ ہوگا کہ جو مبلغ کو دیکھ کر بیان سننے میں آتا ہے، اس کی تصدیق کرنا چاہیں تو کبھی کسی ستون کے پیچھے بیٹھ کر بیان سنیں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ نہ صرف توجہ بیان سے ہٹنا شروع ہو جائے گی بلکہ طبیعت میں بے چینی و بے قراری بھی محسوس ہوگی، نیز جب مبلغ ایک جانب سے غافل ہو جائے تو اس جانب والوں پر نیند غلبہ کرنا شروع کر دیتی ہے، اس کے برعکس جب جانب اس کی توجہ ہوتی ہے، وہ لوگ پوری توجہ سے اس کی جانب دیکھتے رہتے ہیں کیونکہ جب کوئی دیکھ رہا ہو تو اس کے سامنے سوتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔

(٤) جب مبلغ پہلے پہل بیان شروع کرتا ہے، خصوصاً جب کسی بڑی شخصیت کے سامنے یا کسی بڑے اجتماع میں بیان کا موقع ملے، تو عموماً انجانے خوف کے باعث گلا خشک ہو جاتا ہے، خوف کیساتھ ساتھ، گلے کا خشک ہونا مزید ٹینشن میں مبتلاء کروا دیتا ہے، نتیجتاً بیان ٹھیک طرح نہیں ہو پاتا۔

اس کا حل یہ ہے کہ ایسے موقع پر بیان سے کچھ دیر پہلے اپنے ذہن کو کسی اور جانب مشغول کرنے کی کوشش کریں۔ جب عوام وخوف کی طرف سے توجہ ہٹے گی، تو ذہن کو سکون حاصل ہوگا اور اس سکون کے ساتھ بیان کرنے میں بے حد آسانی میسر آئے گی۔ ذہن کو دوسری جانب مائل کرنے کیلئے یوں کریں کہ آنکھیں بند کر لیں، اب بارہ مرتبہ درودِ پاک پڑھیں، پھر اس طرح تصور جمائیں کہ ایک لیموں کو درمیان میں سے کاٹا گیا پھر اس کے ایک ٹکڑے کے گودے کو کسی تیلی سے نرم کیا گیا...... پھر اس پر تھوڑا سا نمک چھڑکا گیا...... پر اسے ہاتھ میں اٹھا کر بلند کیا گیا...... اب نیچے منہ کھول کر اس ٹکڑے کو آہستہ آہستہ دبایا جارہا ہے...... اب اس کے کنارے پر ایک کھٹا کھٹا قطرہ نمودار ہوا اور پھر ایک دم وہ آپ کے منہ میں آ کر گر گیا، جس سے پورا منہ کھٹا ہو گیا۔ امید ہے کہ پڑھتے پڑھتے ہی آپ کے منہ میں پانی بھر آیا ہوگا، پس اسی طرح بیان شروع کرتے وقت اس کا تصور جمانے سے منہ تر ہو جاتا ہے اور توجہ بٹنے کی وجہ سے بہت حد تک ٹینشن دور ہو چکا ہوتا ہے۔

نیز ایک پانی کی ذاتی بوتل ہمیشہ اپنے پاس رکھنے کی عادت ڈالئے، بیان سے پہلے تھوڑا سا پانی پی لیں، پھر بیان شروع فرمائیں۔

مدینہ...... اگر بیان سے قبل یہ آیتِ پاک کم از کم تین مرتبہ پڑھ لیں تو نہ صرف زبان میں روانی محسوس فرمائیں گے بلکہ بیان بھی بالکل نہیں بھولے گا۔ اِن شاءاللہ عزوجل۔

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ☆ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ ☆ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ☆ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ

ترجمۂ کنزالایمان : یعنی اے میرے ربّ میرے لئے میرا سینہ کھول دے اور
میرے لئے میرا کام آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ میری بات سمجھیں۔

(پ١٦۔ طٰہٰ: ٢٥، ٢٦، ٢٧، ٢٨)

(۵) اب درجِ ذیل طریقے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کیجئے اور پھر تعوذ و تسمیہ پڑھئے۔

الحمد اللّٰہ ربّ العالمین والصلوة والسلام علی سیّد الا نبیاء والمرسلین اما بعد

فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

(٦) اب مناسب رفتار کے ساتھ دُرودِ پاک کے یہ چار صیغے پڑھائیں۔

الصّلاة والسّلام علیك یا رسول اللّٰہ وعلی الك و اصحابك یا حبیب اللّٰہ

الصلوة والسلام علیك یا نبی اللّٰہ وعلی الك و اصحابك یا حبیب اللّٰہ

☆ دُرودِ پاک کا ایک صیغہ پڑھانے کے بعد، جب تک لوگوں کی آواز مکمل طور پر ختم نہ ہو جائے، تب تک دوسرا نہ پڑھائیں۔ اسی طرح جب آپ کی کسی بات پر **سبحان اللہ** کہا جائے تو آواز مکمل ختم ہونے سے پہلے اگلی بات شروع نہ کریں کیونکہ یہ اپنی باطنی کیفیات پر غالب ہونے کی علامت ہے۔ اسکے برعکس جس پر اس کی باطنی کیفیات غالب ہوتی ہیں اسے ایسے موقع پر اندرونی طور پر جلد بازی کے تقاضے کے باعث لوگوں کی آواز ختم ہونے کا انتظار کرنا بے حد دُشوار محسوس ہوتا ہے اور یاد رکھئے کہ جسے اپنی کیفیات پر جتنا زیادہ کنٹرول حاصل ہوگا، وہ اتنا ہی موثر اور خود اعتمادی کے ساتھ بیان کرے گا۔ اس کیلئے امیرِ اہلسنّت (مدظلہ العالی) کے بیانات کو بغور سماعت فرمائیے۔

(۷) اب اسی طرح اعتکاف کے نیت کروائیے۔ (بشرطیکہ مسجد میں بیان ہو رہا ہو)

نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِکَاف میں نے نفلی اعتکاف کی نیت کی۔

(۸) اب درودِ پاک کی کوئی فضیلت بیان فرمائیے۔

(۹) اب اپنے بیان کے لئے تمہید باندھئے۔

(۱۰) الفاظ کی رفتار

شروع سے آخر تک خوب دھیان رکھئے کہ الفاظ کی رفتار بالکل درمیانی رہے، نہ بہت تیز اور نہ بہت آہستہ۔ تیز تیز بیان کرنے کی صورت میں الفاظ نامکمل اور چپ کر نکلتے ہیں، جس کے باعث سننے والوں کو بات سمجھنے میں شدید کوفت ودشواری محسوس ہوتی ہے، مکمل طور پر بات کیلئے کچھ دیر تو وہ اپنی پوری توانائی صرف کرتے رہتے ہیں، لیکن جب مبلغ کی **تیز رفتاری میں استقامت کا عنصر** غالب دیکھتے ہیں تو مایوس ہو کر ذہن ہٹا لیتے ہیں، نتیجتاً یا دائیں بائیں دیکھنے شروع کر دیتے ہیں اور یا پھر اٹھ کر اجتماع گاہ سے ہی باہر نکل جاتے ہیں۔

یونہی بہت آہستہ رفتار بھی نہ ہو ورنہ مکمل و مسلسل توجہ مرکوز رکھنے اور ہر لفظ کے باہر آنے کا انتظار کرنے کے باعث بہت جلد ان کا ذِہن تھک جائے گا جس کے باعث تھوڑی دیر بعد ہی نیند ان پر غلبہ کرلے گی۔

اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ شروع شروع میں رفتار بالکل مناسب ہوتی ہے لیکن جیسے جیسے بیان آگے بڑھتا ہے، رفتار بھی بڑھتی چلی جاتی ہے حتی کہ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ بات بالکل سمجھ میں نہیں آتی، اب صورتِ حال یہ ہو جاتی ہے کہ اگر مبلغ چاہے بھی تو اپنی رفتار کم نہیں کر سکتا۔ لہٰذا دورانِ بیان خوب غور کرتے رہیں اگر کسی بھی مقام پر محسوس ہو کہ رفتار کچھ بڑھ گئی ہے، تو فوراً دوبارہ آہستگی کی طرف مائل ہو جائیں۔

زیادہ بہتر یہ رہے گا کہ آپ بیان سے پہلے کسی اسلامی بھائی کو خود پر محاسب مقرر فرما لیں کہ جیسے ہی آپ کی اسپیڈ تیز ہو وہ فوراً کسی اشارے کے ذریعے آپ کو بتا دے۔ کیونکہ بسا اوقات خود مبلغ کو اندازہ نہیں ہو پاتا کہ میری رفتار تیز ہو گئی ہے۔ اس طرف بھی رفتار قابو کرنے میں بہت مدد ملے گی۔ یہ محاسب اس وقت تک مقرر رکھنا چاہئے کہ جب تک رفتار پر کامل طور پر کنٹرول حاصل نہ ہو جائے۔ اگر رفتار پر مکمل قابو دیکھنا مقصود ہو تو حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کے بیانات پر اس پہلو سے توجہ کر کے دیکھئے۔ الحمدللہ! راقم الحروف کو حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کے بیانات کو بغور سننے کی برکت سے رفتار پر کسی حد تک قابو پانے میں مدد حاصل ہوئی۔

(۱۱) لہجہ

ایک خوبصورت اور پرتاثیر بیان کیلئے لہجے کے صحیح استعمال پر قدرت حاصل ہونا بھی بے حد ضروری ہے۔ لہجے کے بروقت دُرُست استعمال سے ایک عام بات کو بھی خاص بنایا جاسکتا ہے۔

مبلغ کو چاہئے کہ بیان سے پہلے مواد کو پڑھتے ہوئے اس پہلو پر بھی غور کرلے۔ چنانچہ جس قسم کے جملے نظر آئیں، اسی قسم کا لہجہ بنانے کا پریکٹیکل کر کے دیکھ لے۔ مثلاً کسی جملے میں **غصے** کا اظہار نظر آتا تو اسے بیان کرتے ہوئے **غُصِّیلہ** لہجہ ہونا چاہیے۔ **تعجبیہ** جملہ ہو تو **تعجب و حیرت والا**......**خوشی** کی بات ہو تو **خوشی والا**......**غم و رنج** کی بات ہو تو **غم والا**......**شکایت** کا اظہار کیا گیا ہو تو **شکایت والا** اور **بے چارگی** پر مشتمل ہو تو **بے چارگی والا** لہجہ ہونا چاہئے۔

نیز یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ **فضائل وغیرہ پر مشتمل احادیث یا واقعات** میں جس جملے میں **فضیلت وغیرہ**، **اہم بات** ذکر کی گئی ہو، اسے بے حد **احتیاط** سے ادا کریں، کیونکہ اسی پر پوری حدیث یا واقعہ کی **اہمیت کا دارومدار** ہوتا ہے، اسے صحیح طریقے سے ادا نہ کرنے کی بناء پر مطلوبہ نتیجہ حاصل ہونا مشکل ہے۔ ایسے جملے کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ **اولاً** اس جملے میں وہ لفظ تلاش کریں کہ جو اہمیت کا حامل یا کسی فضیلت پر دلالت کر رہا ہے، مثلاً سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھ پر جمعہ کے روز اسی مرتبہ دُرودِ پاک پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے اسی برس کے گناہوں کی بخشش فرمادیتا ہے۔

اس حدیثِ مبارکہ کے آخری جملے میں دو الفاظ **مذکورہ بیان کردہ فضیلت کے اعتبار سے** اہم ہیں۔ (۱) اسی برس (۲) بخشش۔ پس جب اس جملے پہنچیں تو آواز کی رفتار تیز نہ ہونے پائے، اب لفظ اسی برس اور بخشش پر زور دے کر ادا فرمائیں، زور دینے کا طریقہ یہ ہے کہ جب ان الفاظ کو ادا کرنے لگیں، تو اپنا منہ بالکل مائیک کے ساتھ لگالیں۔

اسی بات کو تحریری طور پر سمجھانے کچھ مشکل ہے، **عملی طور** پر اسے بہتر انداز سے **سمجھایا** جاسکتا ہے، ہاں اتنا ضرور کیجئے کہ اس نکتے کو **پیشِ نظر** رکھ کر حضرت صاحب (مدظلہ العالی) اور پرانے **تجربہ کار** مبلغین کا بیان سنئے اِن شاءاللہ تعالیٰ جلد بات **مکمل طور** پر سمجھ میں آجائے گی۔

لہجے کی درستگی کا امتحان لینا مقصود ہو تو اپنے گھر میں بیان کر کے اس کا کیسٹ بنالیں اور پھر اسے سنیں کہ لہجہ درست ہے یا نہیں؟ جو غلطی محسوس ہو اسے بچیں، اِن شاءاللہ عزوجل کچھ ہی عرصے میں لہجہ بہت حد تک صحیح ہو چکا ہوگا۔

(۱۲) اشارے

بیان کے دوران اپنی بات کو ہاتھ کے اشارے سے سمجھانا خوداعتمادی کی علامت اور تاثیر بڑھانے میں اہم کردار کا حامل ہے۔ ڈرے سہمے انداز میں کھڑے ہوکر، ہاتھ ہلائے بغیر بیان کرنے سے سننے والوں پر مبلغ کا اچھا تاثر قائم نہیں ہو پاتا، نیز اپنی بات سمجھانے میں بہت دشواری بھی پیش آتی ہے بلکہ بعض اوقات تو ہاتھ سے اشارہ کئے بغیر بات سمجھانا تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔

مثلاً اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کا یہ شعر ؎

قصر دنیٰ تک کس کی رسائی ۔۔۔۔۔ جاتے یہ ہیں آتے یہ ہیں

اس شعر میں اگر قصر دنیٰ سمجھانے کیلئے آسمان کی طرف اشارہ نہ کیا جائے تو سننے والوں کی اکثریت نہیں سمجھ سکتی کہ اس سے کیا مراد لیا گیا ہے۔

لیکن یہ خیال ضرور رکھنا چاہئے کہ جہاں اشارے کی ضرورت ہو وہیں کیا جائے، اگر زبردستی اشارہ کیا، یا غلط مقام پر کرنے کی کوشش کی، تو فائدے کے بجائے الٹا نقصان ہوگا۔

راقم الحروف نے ایک مرتبہ دورانِ ترتیب اس کی افادیت کے بارے میں گزارشات پیش کیں، ایک اسلامی بھائی نے اپنے اگلے ہی بیان میں اس کا کچھ زیادہ ہی پرجوش طریقے سے پریکٹیکل کیا، نتیجتاً ان کے کثرت سے خلافِ موقع ہاتھ ہلانے کے باعث لوگوں نے مسکراتے ہوئے بیان کو سنا۔

اگر اس کا صحیح استعمال کرتے ہوئے دیکھنا چاہیں تو کبھی امیر اہلسنّت مدظلہ العالی کا بیان کرتے ہوئے بغور ملاحظہ فرمائیے۔

(۱۳) چہرے کے تاثرات

جس طرح مختلف نوعیت کے جملوں کی ادائیگی کے وقت لہجے میں تبدیلی ضروری ہے، بالکل اسی طرح چہرے کے تاثرات میں بھی تبدیلی واقع ہونی چاہئے۔ مثلاً جب غصے کی بات بیان کریں تو چہرے پر غصے کے آثار نمایاں ہو جائیں، جب خوشی یا فضیلت پر مشتمل بات ذکر کریں، تو چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہو جائے، غمگین بات پر چہرہ مغموم ہونا چاہئے......وعلیٰ ھذا القیاس

چہرے کے تاثرات کی تبدیلی اس لئے ضروری ہے کی اس کے باعث بیان کی تاثیر بڑھ جاتی ہے، کیونکہ قریب بیٹھے ہوئے سامعین مبلغ کے چہرے کو دیکھ رہے ہوتے ہیں، اب یہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ سامنے والے کے چہرے پر جس قسم کے تاثرات دیکھتا ہے، اس کے دل پر اسی قسم کی کیفیات مرتب ہوتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ جب ہم کسی کو روتے دیکھیں تو غم محسوس ہوتا ہے، کوئی ہمارے سامنے ہنس پڑے تو نہ چاہتے ہوئے ہمارے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ چھا جاتی ہے، کوئی غصے میں ہو تو دل میں خوف محسوس ہوتا ہے۔ پس اسی طرح جب ہم دورانِ بیان اپنے چہرے کے تاثرات کو جملوں کے مطابق تبدیل کریں گے تو سامنے والوں کی دل کی کیفیات بھی مختلف ہوتی چلی جائیں گی اور اسی طرح ہر ہر جملہ ان کے قلوب پر اثر انداز ہوگا۔

آپ کبھی کسی ہوٹل بس یا ریل گاڑی یا فٹ پاتھ وغیرہ پر بیٹھ کر گفتگو کرنے والوں کو بغور ملاحظہ فرمایئے، آپ دیکھیں گے کہ وہ بلا تکلف اپنی بات سمجھانے کیلئے ہاتھوں سے اشارے بھی کر رہے ہوں گے اور گفتگو کے مطابق ان کے چہروں کے تاثرات میں تبدیلی بھی واقع ہو رہی ہوگی، خصوصاً جب کوئی اہم بات بیان کر رہے ہوں تب ان کے اشارے اور تاثرات ضرور نوٹ کیجئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قدرت نے ہر شخص کو بغیر کسی استاد کے یہ بات پہلے ہی سے سکھا دی ہے کہ اپنی بات کو سمجھانے اور اس میں مزید اثر بیدار کرنے کیلئے اشاروں اور تاثرات کا سہارا لینا بے حد مفید ثابت ہوتا ہے۔

اس کے برعکس **بالکل سپاٹ چہرے کے ساتھ بیان کرنا یا غلط تاثرات کا اظہار کرنا**. بیان کی اہمیت کو بے حد کم کر دیتا ہے۔

غلط تاثرات سے مراد یہ ہے کہ جہاں غصے کی بات ہو وہاں مسکرا دینا، جہاں خوشی کا اظہار ہونا چاہئے اس جگہ بالکل بے تاثر چہرے بنا لینا، جیسے کسی نے مار کر کھڑا کر دیا ہے۔ یونہی موت وغیرہ کا ذکر کر کے غمگین چہرے کے بجائے مسکرانا شروع کر دینا وغیرہ۔

اس پر مہارت وعبور کے چند طریقے ہیں:۔

☆ بیان سے قبل اپنے گھر میں آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے آپ کو دیکھ کر یہ جملے ادا کیجئے اور غور کرتے جایئے کہ کسی مقام پر چہرے پر تاثر قائم نہیں ہوئے، اس مقام پر خصوصی توجہ کر کے غلطی کو دور فرمائیں۔

☆ کسی اسلامی بھائی کو محاسب مقرر کر کے اس کے سامنے ادا کر کے دیکھیں لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ کوئی بے تکلف دوست نہ ہو، ورنہ ہنسی روکنا مشکل ہوگا۔

☆ مبلغین کو بیان کرتا دیکھیں۔

مدینہ......حتی الامکان تاثرات کے سلسلے میں تکلف سے بچنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ تکلفاً تاثرات غالب کرنے کی بناء پر مبلغ کے حق میں ریاکاری میں مبتلاء ہونے کی بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔

(۱٤) آیتِ پاک پڑھنا

اگر کوئی آیتِ پاک بیان کرنا مقصود ہو تو پہلے اسے دو تین مرتبہ بلند آواز سے پڑھ لیں تاکہ دورانِ بیان زبان اٹک نہ جائے۔ نیز آیتِ کریمہ اسی وقت پڑھیں کہ جب آپ کے مخارج بالکل درست ہوں، ورنہ گنہگار ہونے کے ساتھ ساتھ سننے والوں کے طرف سے قابلِ گرفت ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔ چنانچہ اگر مخارج درست نہ ہوں، تو بغیر ذلت و بے عزتی محسوس کئے صرف ترجمے پر ہی اکتفاء کیجئے۔

(۱۵) آپ، ہم، وغیرہ کا استعمال

بیان میں بسا اوقات صرف سننے والوں کو خطاب کرنا ہوتا ہے مثلاً سننے والوں کو اجتماع کی دعوت دیتے ہوئے مبلغ کا یوں کہنا کہ دعوتِ اسلامی کے اجتماع میں پابندی سے شرکت فرمایا کیجئے۔

بعض اوقات کسی مسئلے کے سلسلے میں انکے ساتھ ساتھ خود کو بھی شامل کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً کسی گناہ کے بارے میں بیان کرتے ہوئے یوں کہنا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے اس گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور کبھی نوعیت اس قسم کی ہوتی ہے کہ نہ تو وہاں سامنے والوں کو مخاطب کرنا مناسب ہوتا ہے اور نہ خود کو، بلکہ مطلقاً تمام مسلمانوں کو سامنے رکھ کر بات کی جاتی ہے۔ مثلاً یوں کہنا کہ آج کل کم علمی کے باعث بات بات پر کلماتِ کفر بک دیئے جاتے ہیں، ہر مسلمان کو اس معاملے میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے۔

اگر مبلغ مذکورہ استعمال سے ناواقف ہے اور ان کا غلط استعمال کرتا ہے تو اس کا بھی بیان پر برا اثر پڑتا ہے۔ مثلاً یوں کہا کہ ہم تو ہر وقت کلمہ کفر بکتے رہتے ہیں...... یا...... آپ ہر وقت کلمۂ کفر بکتے رہتے ہیں...... یا...... آپ بہت زیادہ گنہگار ہیں، لہٰذا آپ کو چاہئے کہ ان گناہوں کو چھوڑ دیں...... یا...... اللہ تعالیٰ آپ کو نیکیوں کے معاملے میں سستی سے بچائے۔ سمجھ دار اسلامی بھائی بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اس غلط استعمال کی بناء پر سامعین کے ذہن میں مبلغ کے متعلق کس قسم کے خیالات پیدا ہوں گے، ہوسکتا ہے کہ کوئی یوں کہتا ہوا نظر آئے کہ لو بھئی! ہمیں تو گنہگار بنادیا، خود تو بڑا اللہ کا ولی ہے۔

(۱٦) دُرود پاک کا صحیح تلفظ

بعض اوقات تیزی سے ادائیگی کی بناء پر دُرودِ پاک کے الفاظ چِپ کر ادا ہو جاتے ہیں جس کے باعث صرف اتنا ہی سننے میں آتا ہے **صلو و سلم** ......اس طرح ادائیگی میں درودِ پاک کی برکات سے محرومی تو ہوتی ہی ہے، ساتھ ساتھ لوگوں کو شدید بدظن ہوتے بھی دیکھا گیا ہے۔ لہٰذا جب بھی درودِ پاک پر پہنچنے لگیں فوراً ذہن بنالیں کہ اب رفتار آہستہ کرکے درست طریقے سے دُرودِ پاک ادا کرنا ہے اس طرح پہلے ہی ذہنی طور پر تیار رہنے کی برکت سے اِن شاءاللہ تعالیٰ بہت جلد صحیح ادائیگی پر قدرت حاصل ہو جائیگی۔ اس کیلئے بھی خود پر ایک محاسب مقرر کرنا مفید رہے گا۔

(۱۷) ایک لفظ کی تکرار

بعض اسلامی بھائی ایک لفظ کو غیر ارادی طور پر بار بار دہرانے کے عادی ہوتے ہیں مثلاً ......مطلب یہ ہے کہ...... پھر کیا ہوا...... ہیں......معلوم یہ ہوا...... معنی یہ ہے کہ...... وغیرہ وغیرہ۔ انہیں چاہیئے کہ اس عادت سے جان چھڑائیں تاکہ بیان کی سلاست و روانی میں فرق نہ پڑے، نیز اس کے باعث جملے بے ربط نہ ہو جائیں اور لوگ بار بار ایک ہی لفظ کو سن کر بیزاریت و بوریت و مزاح محسوس نہ کریں۔ اگر کسی مبلغ کو خود یہ احساس نہ ہو کہ میں کوئی لفظ بار بار دہراتا ہوں تو اسے چاہیئے کہ کسی کو اس پر محاسب مقرر کر لے تاکہ اپنی اس عادت پر مطلع ہو سکے۔

(۱۸) اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرنا

بعض اوقات بیان میں زور پیدا کرنے کیلئے نفس و شیطان کے ورغلانے میں آ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب جھوٹی باتیں منسوب کر دی جاتی ہیں، یہ بہت بڑا گناہ اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی سے بے خوفی کی عظیم علامت ہے۔

کاش! ایسے مبلغین و مقررین و خطباء حضرات درج ذیل آیتِ کریمہ اور حدیثِ پاک کو ہمیشہ ذہن نشین رکھتے۔

☆ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے......

فمن اظلم ممن افترٰی علی اللّٰہ کذِبا لیضل الناس بغیر علم (پ۸۔الانعام:۱۴۴)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے کہ لوگوں کو اپنی جہالت سے گمراہ کرے۔

☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ (ابن ماجہ، باب التغلیظ فی تعمد الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

ایسے غیر محتاط حضرات کو دو وجوہات کی بناء پر اللہ تعالیٰ کا خوف محسوس کرنا چاہیئے تھا۔

(۱) جھوٹ گھڑنے کے باعث اور (۲) لوگوں کا اس جھوٹ کو آگے روایت کر کے ان کیلئے گناہِ جاریہ کا سبب بننے کی وجہ سے۔

جیسا کہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے اچھا طریقہ جاری کیا، پھر اس پر عمل کیا گیا تو ایسے شخص کو اپنا اور عمل کرنے والوں کا ثواب ملے گا، جب کہ ان لوگوں کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی اور جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا پھر وہ طریقہ اپنایا گیا تو اس کیلئے اپنا گناہ بھی ہے اور ان کا بھی جو اس پر عمل پیرا ہوئے، بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں سے کچھ کم کیا جائے۔ (ترمذی۔ باب ماجاء فی من دعا الی ھدی فاتبع)

بیان سننے والے مبلغین کو چاہئے کہ جب کوئی ماحول کا مبلغ، اجتماع وغیرہ میں اس قسم کی غلطی کرتا ہوا محسوس ہو تو ان سے اس بات کا حوالہ ضرور طلب فرمائیں تاکہ احتساب کے خوف کی وجہ سے ان کی طبیعت میں احتیاط پسند کا مادہ بڑھے اور اس اعتبار سے ماحول پر تنقید اور بربادیٔ آخرت کے دروازے بند ہو جائیں۔ راقم الحروف نے چند مرتبہ اس قسم کے غیر محتاط حضرات کی خدمت میں استفسار کیا تو کوئی معقول جواب نہ ملا، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے کہ صرف وقتی طور پر مخلوق کی جانب سے ملنے والی خوشی کی خاطر اس گناہِ عظیم کے ارتکاب پر جرأت مند نہ ہوں۔

(۱۹) فقہی اور اختلافی مسائل بیان کرنا

حتی الامکان فقہی اور اختلافی مسائل کے بیان سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر مبلغ نہ تو ان کے تمام پہلوؤں کی معرفت رکھتا ہے اور نہ ہی مکمل شرح وبسط کے ساتھ ان کی ادائیگی پر قدرت۔ چنانچہ جب ناقص معلومات کے ساتھ اس قسم کے مسائل کو بیان کرنے کی غلطی کی جاتی ہے تو بجائے فائدے کے عموماً نقصان کا منہ ہی دیکھنا پڑتا ہے۔ ہاں اگر کوئی مبلغ شرعی مسائل میں فقہائے کرام کے اختلاف پر اطلاع رکھتا ہے، اسے راجح و مرجوح اقوال کی معرفت حاصل ہے اور ایک مسئلے کے تمام پہلوؤں پر گفتگو پر قادر ہے، نیز اختلافی مسائل میں اپنا عقیدہ مکمل طور پر جانتا ہے اور لوگوں کی ذہنی سطح کو پیشِ نظر رکھ کر اس قسم کے مسائل کو بغیر کسی کی طرف اشارہ کئے مثبت انداز سے بیان کرنے پر قادر بھی ہے، تو اسے بیان کرنے میں حرج نہیں لیکن انہیں بھی چاہئے اس قسم کے مسائل کو باقاعدہ موضوع بنا کر بیان نہ کریں بلکہ کسی دوسرے موضوع کی تحت ضمناً ذکر کریں کیونکہ خصوصاً اختلافی مسائل کا بیان بعض سامعین کو بالکل سمجھ میں نہیں آتا اور وہ اس پر زبانِ اعتراض دراز کرتے نظر آتے ہیں۔

(۲۰) مخالفین کے تراجم اور ان کا حوالہ

جب کوئی مبلغ دورانِ بیان کسی بزرگ کی لکھی ہوئی عربی کتاب کا نام لے کر حوالہ دیتا ہے، تو فطرتاً دیگر مبلغین اور مطالعہ کا شوق رکھنے والی عوام الناس اس کتاب کا ترجمہ حاصل کرنے کی جستجو کرتی ہے، چنانچہ مختلف کتب خانوں پر جا کر اس کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔ سننے والوں کی اس کیفیت کے پیشِ نظر مبلغین کو چاہئے کہ کسی بھی ایسی کتاب کا حوالہ دینے سے گریز کریں کہ جس کا ترجمہ علمائے اہلسنّت نے نہ کیا ہو کیونکہ جب ترغیب پا کر لوگ مخالفین کے ترجمے پڑھیں گے، تو لامحالہ ان کی محبت دل میں پیدا ہوگی، نیز ان کے مزید تراجم کی طرف مائل ہوگا اور یوں ہم مالی لحاظ سے ان کی مدد کرنے میں موثر کردار ادا کرنے کا باعث بن جائیں گے۔

اس کی ایک نحوست یہ بھی ظاہر ہوگی کہ پڑھنے والے کے دل میں غیر محسوس طریقے سے ان کے باطل عقائد سے نفرت میں کمی واقع ہو جائے گی۔ کیونکہ ترجمہ کرتے ہوئے ہر مسلک والا اپنے مسلک کی تائید میں ملنے والی باتوں کو نمایاں طور پر بیان کرتا ہے جن کو پڑھ کر علم کی کمی کا شکار مسلمان اپنے مسلک کے بارے میں تذبذب کا شکار ہو جاتا ہے، نیز تراجم کے معاملے میں بدمذہبوں کی خیانتیں مشہور و معروف ہیں، یہ ناپاک لوگ دیگر مسالک کی تائید والی باتوں کا ترجمہ ہی گول کر جاتے ہیں، نیز بہت سی ایسی باتیں جو اصل کتب میں موجود نہیں، انہیں اپنے پاس درج کر دیتے ہیں، پڑھنے والے کو کیا معلوم کہ یہ الفاظ عبارت اصل کتاب میں موجود تھی یا نہیں؟ آپ کو حیرت ہوگی کہ انہوں نے احادیث کی درسی کتابوں میں بھی اس قسم کی تبدیلیاں کر دیں ہیں اور پھر عقائدِ باطلہ سے نفرت و کراہت میں یہ کمی انسان کو کفر تک بھی پہنچا سکتی ہے۔

اس کے علاوہ یہ عمل، دیگر مبلغین کیلئے ایک دلیل کی حیثیت رکھتا ہے کہ جب ایک مرکزی مبلغ مخالفین کی کتابیں پڑھ کر بیان کر سکتا ہے، تو یہ کیوں نہیں؟ نیز جب وہ بلا خوف و خطر ان کا حوالہ دے سکتا ہے تو ان کیلئے ممانعت کیوں؟ ہاں اگر کوئی مبلغ عربی کتب کا خود ترجمہ کرنے پر قادر اور وہ عربی کتاب اس کے پاس موجود بھی ہو تو اب اس کا حوالہ دینے میں حرج نہیں لیکن اس صورت میں بھی اس بات کی وضاحت کر دینا بہتر ہے کہ میں نے یہ بات فلاں عربی کتاب سے مطالعہ کر کے بیان کی ہے تاکہ سننے والے اس کا ترجمہ تلاش کرنے کی طرف مائل نہ ہوں۔

مدینہ...... اگر کسی عربی کتاب کا ترجمہ اپنے علماء نے کیا ہو تو اس کا حوالہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۱) اندازِ بیان میں نقل کی کوشش

حتی الامکان اپنا اندازِ بیان سب سے **منفرد** رکھنے کی کوشش کریں، کسی دوسرے کا اندازِ بیان نقل کرنے میں کئی قسم کے نقصانات کا شکار ہونے کا اندیشہ ہے مثلاً......

(۱) اس سے دل میں **رِیا کاری** پیدا ہوتی ہے، خصوصاً جب کہ سننے والے انداز پہچان کر **بہترین نقل پر مبارکباد** دیتے ہوئے تعریفی جملے کہتے ہیں۔

(۲) اس سے مبلغ کی توجہ **بیان کے معیار کو بہتر کرنے** سے **اندازِ بیان میں مشابہت پیدا کرنے کی طرف** زیادہ مائل ہوگی، نتیجتاً **معیارِ بیان** کی ترقی کی رفتار میں کمی واقع ہونے کا قوی امکان ہے۔

(۳) سننے والوں کی توجہ اس کے بیان کے مواد سے زیادہ اس جانب مبذول رہے گی کہ یہ **مبلغ نقل میں کس حد تک کامیاب رہا** نتیجتاً بیان کی برکات سے **مکمل** طور پر فیضیاب ہونا **ممکن** نہ رہے گا۔

(٤) ہوسکتا ہے کہ نقل میں **مکمل** کامیابی حاصل نہ ہو، اس سے نہ صرف خود اپنی ذات میں ناکام رہ جانے کے بارے میں **ایک افسوس وصدمے کی کیفیت** پیدا ہوتی ہے، جس کے باعث مبلغ کی صلاحیتیں متاثر ہونے کا قوی امکان ہے بلکہ سننے والوں کو بھی **مکمل** لطف حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کے کان **مکمل** طور پر مشابہت سننا چاہتے تھے، جب یہ مقصود پورا نہ ہوا تو ان کے دل بھی **کامل اثر** قبول کرنے سے انکار کردیتے ہیں۔

ہاں اگر ان باتوں کا خوف نہ ہو تو پھر کوئی حرج بھی نہیں ہے، جیسے بعض اسلامی بھائی حضرت صاحب مدظلہ العالی کے اندازِ بیان کو بعینہٖ نقل کرنے میں کامیاب رہتے ہیں اور ان کی ذات یا بیان وغیرہ میں کسی قسم کی کمی بھی واقع نہیں ہوتی۔

(۲۲) اشعار کا استعمال

بوقتِ ضرورت وموقع ،اشعار کا استعمال بھی بیان میں نکھار پیدا کرنے میں بے حد موثر کردار ادا کرتا ہے۔اشعار کی ادائیگی میں خیال رکھیں کہ اگر شعر کے مصرعے طویل ہیں،تو درمیان میں تھوڑا سا وقف کرکے پڑھیں،مثلاً ؎

چاہیں تو اشارے سے اپنے، کایا ہی پلٹ دیں عالم کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی، سردار کا عالم کیا ہوگا

دونوں مصرعوں میں قومے کے مقام ہلکا سا وقف کرنا چاہئے اور اگر چھوٹے مصرعے ہوں تو دونوں مصروں میں درمیان میں کسی مقام پر وقف نہ کریں،اور پہلے مصرعے کے اختتام پر آواز اٹھا کر رکھیں،دوسرے مصرعے کے آخر میں آواز گرائیں۔مثلاً ؎

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار ﷺ میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

اشعار کی ادئیگی یا تو کسی کو سنا کر درست کی جاسکتی ہے اور یا پھر مبلغین اور خصوصاً حضرت صاحب مدظلہ العالی کے بیانات کو غور سے سن کر۔

یادرہے کہ خلافِ موقع اور کثرت سے اشعار پڑھنا، بیان کی اہمیت کو کم کردیتا ہے۔

(۲۳) طنز و مزاح

دورانِ بیان کبھی کبھار حسبِ ضرورت مزاح شامل کرلینا بھی سننے والے کی طبیعت میں نشاط پیدا کردیتا ہے، نیز اس کے باعث بیان کی طرف ان کی توجہ میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوجاتا ہے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقولہ ہے کہ دل کو آزاد بھی چھوڑ دیا کرو،خوش کن نکتے بھی سوچا کرو، کیونکہ جسم کی طرح دل بھی تھک جاتا ہے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ)

☆ ابو خالد والبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت میں بیٹھا کرتے تھے، وہ اشعار اور زمانہ جاہلیت کے قصے بھی سنایا کرتے تھے۔ (ایضاً)

لیکن اس میں اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ اگر بیان مکمل طور پر سنجیدگی کا تقاضا کررہا ہو مثلاً موت کے موضوع پر بیان ہے تو اس صورت میں کسی مقام پر بھی مزاح نہ کیجئے ، ورنہ پورے بیان کا اثر ختم ہوجائے گا اور آدھے پونے گھنٹے کی تمام محنت پل بھر میں ضائع ہوجائے گی۔

یونہی بغرضِ اصلاح طنز کا استعمال بھی قلوب پر چوٹ کرنے میں موثر ثابت ہوتا ہے لیکن اسکے استعمال پر قدرت حاصل کئے بغیر عمل کی کوشش،بعض اوقات لوگوں کے بدظن ہوجانے کا سبب بھی بن جاتی ہے، لہٰذا جب تک محتاط انداز میں چوٹ کرنے پر ملکہ حاصل نہ ہو،اس سے بچنا ہی بہتر ہے۔

ان دنوں چیزوں میں مہارت حاصل کرنے کیلئے بھی تجربہ کار مبلغین کا بیان بغور سماعت فرمائیے۔

(۲٤) افضل و مفضول کیلئے الفاظ کا استعمال

افضل ومفضول کے ذکر کے وقت الفاظ کے صحیح استعمال پر خصوصی توجہ کرنا بھی بے حد ضروری ہے۔مثلاً جب مفضول، اپنے سے اعلیٰ سے کلام کررہا ہوتو اس کیلئے **عرض** اور جب **افضل**، مفضول سے کلام کرے تو **فرمایا** کا لفظ استعمال کرنا چاہئے مثلاً......

آپ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے مابین ہونے والی کوئی گفتگو بیان کرنا چاہتے ہیں اب یقیناً اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ **افضل** اور پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مفضول ہیں، چنانچہ اسے یوں بیان کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا۔اور پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔

یقیناً ایسے الفاظ کا استعمال اسی وقت درست ہوسکتا ہے کہ جب **مبلغ** اپنے ذکر کردہ نفوسِ قدسیہ کے مراتب سے خود واقف ہوگا اور اس واقفیت کیلئے کثرتِ مطالعہ درکار ہے اگر کہیں مراتب کی پہچان میں دقت محسوس ہوتو اس بارے میں پرانے مبلغین سے رجوع کرنا چاہئے اور اگر بیان کا موقع آگیا اور کوئی بتانے والا نہیں ملتا تو پھر ایسے الفاظ استعمال فرمائیں کہ جو **افضل** ومفضول دونوں کیلئے یکساں استعمال کرنا مناسب ہو۔

اس استعمالِ الفاظ میں احتیاط کے کئی فائدے ہیں:۔

- ☆ سامعین کی طرف سے گرفت سے حفاظت رہتی ہے۔
- ☆ سامعین اگر **افضل** ومفضول کے مراتب سے ناواقف ہوں تو صراحۃً وضاحت کئے بغیر اس طریقے سے ان کے مراتب میں فرق کو جان لیا جاتا ہے۔
- ☆ جب مفضول کی طرف سے عاجزی کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں، تو سننے والوں کے دل میں ان کی عظمت میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ بھی بڑوں سے ادب کے ساتھ مخاطب ہونے کی ترغیب حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔

(۲۵) اسلاف کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ناموں کے ساتھ دعا کا استعمال

﴿۱﴾ انبیاء علیہم السلام

ایک نبی کا ذکر ہو تو	عَلَيْهِ السَّلَام	اسی پر سلامتی نازل ہو۔
دو ہوں تو	عَلَيْهِمَا السَّلَام	ان دونوں پر سلامتی نازل ہو۔
اور دو سے زیادہ ہوں تو	عَلَيْهِمُ السَّلَام	ان سب پر سلامتی نازل ہو۔

☆ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کیساتھ کم از کم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور اگر کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا ہو مثلاً یارسول اللہ! تو صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَ سَلَّمَ۔

﴿۲﴾ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

ایک مرد صحابی کا ذکر ہو تو	رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يا رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ	اللہ اس سے راضی ہوا۔
دو ہوں تو	رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يا رِضْوَانُ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا	اللہ ان دونوں سے راضی ہوا۔
اور دو سے زیادہ ہوں تو	رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُم يا رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِم اَجْمَعِيْنَ	اللہ ان سب سے راضی ہوا۔
اور خاتون صحابیہ ہوں تو ایک کیلئے	رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا يا رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهَا	اللہ اس سے راضی ہوا۔
دو کیلئے	رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يا رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا	اللہ ان دو سے راضی ہوا۔
اور دو سے زیادہ کیلئے	رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ يا رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِنَّ	اللہ ان سب سے راضی ہوا۔

﴿۳﴾ اولیاء اللہ رحمہم اللہ اجمعین

ولی اللہ کا ذکر ہو تو ایک ہونے کی صورت میں	رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ یا رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی یا قُدِّسَ سِرُّہٗ	اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل فرمائے۔
دو ہوں تو	رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمَا یا رَحِمَہُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی یا قُدِّسَ سِرُّھُمَا	اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحمت نازل فرمائے۔
اور دو سے زیادہ ہوں تو	رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ یا رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی یا قُدِّس سِرُّھُمْ	اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت نازل فرمائے۔
ولیہ اللہ ہو تو، ایک کیلئے	رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہَا یا رَحِمَہَا اللّٰہُ تَعَالٰی یا قُدِّسَ سِرُّھَا	اللہ تعالیٰ اس رحمت نازل فرمائے۔
دو ہوں تو	رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمَا یا رَحِمَہُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی یا قُدِّسَ سِرُّھُمَا	اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحمت نازل فرمائے۔
اور دو سے زیادہ ہوں تو	رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِنَّ یا رَحِمَہُنَّ اللّٰہُ تَعَالٰی یا قُدِّسَ سِرُّھُنَّ	اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت نازل فرمائے

﴿مدینہ﴾

(۱) یہ خیال رہے کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استعمال صحابی وغیر صحابی دونوں کیلئے جائز ہے، اسی طرح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا استعمال بھی۔

(۲) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ض سے پڑھیں ظ سے پڑھنا غلط ہے۔

(۲۶) مثالوں کا استعمال

اگر اپنی بات کو سمجھانے کیلئے دنیاوی مثالوں کا سہارا لیا جائے تو نہ صرف بات بہت اچھی طرح سمجھائی جا سکتی ہے بلکہ اسکے باعث بیان کی تاثیر میں بے حد اضافہ بھی ہو جاتا ہے۔ لہٰذا بیان کرنے سے پہلے اس پہلو پر بھی غور کرلیں کہ بیان میں موجود کسی بات کو مثال کے ذریعے سمجھانا بہتر رہے گا اور اس کیلئے کیا مثال بیان کی جائے؟

(۲۷) مال داروں، کھیل کود، حرام کاروبار، ٹی وی، وی سی آر، پینٹ شرٹ وغیرہ کی مذمت میں احتیاط

مال اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اس کے باعث ہزار ہا دین کے کام پایۂ تکمیل تک پہنچتے ہیں، نیز بے شمار عبادات کی ادائیگی صرف مال کی موجودگی پر موقوف ہے۔ فی نفسہٖ مال کوئی بری شے نہیں، ہاں ہمارا اسے غلط طریقے سے حاصل یا استعمال کرنا اس میں عیب پیدا کرنے کا سبب بن جاتا ہے، یونہی مال کا جمع کرنا بھی بعض صورتوں میں ممنوع وقابلِ گرفت ہے اور بعض صورتوں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ مال کی مذمت بیان کرتے ہوئے ان تمام امور کو پیشِ نظر رکھنا بے حد ضروری ہے، ورنہ مطلقاً مال کی مذمت بیان کرنے کی بناء پر نہ صرف مال دار حضرات کے ناراض ہونے کا خطرہ ہے، بلکہ خود ماحول سے وابستہ اسلامی بھائیوں کا محفوظ رہنا بھی مشکل ہے، بلکہ ہمارے کئی اسلافِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی بدگمانی پیدا ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔

کھیل کود کے بارے میں بھی احتیاط کے ساتھ بیان کرنا چاہئے، اس کیلئے پہلے ہمیں خود معلوم ہونا چاہئے کہ **کون سا کھیل ناجائز ہے اور کیوں؟** ہوسکتا ہے کہ ایک کھیل شرعی اعتبار سے مباح ہو، لیکن کم علمی کے باعث اسے حرام قرار دے دیا جائے، ایسی صورت میں کھیلنے والے کا انجام کیا ہوگا، یہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، لیکن مبلغ کے بارے میں بغیر شک کے کہا جاسکتا ہے کہ حضرت! اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی شے کو حرام قرار دینے کے گناہ میں مبتلاء ہو چکے ہیں، جس پر توبہ کرنا واجب ہے۔

اور بالفرض اگر حرام و ناجائز کھیلوں اور ان کے حرام و ناجائز ہونے کے سبب کی معرفت حاصل بھی ہو تو بھی احتیاط اسی میں ہے کہ ان کی کھل کر مذمت نہ کریں، کیونکہ سننے والوں میں کثیر ایسے بھی ہوں گے کہ جو بعض کھیلوں سے والہانہ محبت رکھتے ہیں اور یقیناً اپنے محبوب کی مذمت سننا کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔ لہٰذا اس طرح **اصلاح کے امکانات کم اور بگاڑ کے زیادہ** ہے۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اگر مذمت کرنا ہی ہو تو مطلقاً کھیلوں کی قباحت کریں، کسی ایک مخصوص کھیل کا نام نہ لیں نیز قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی وجہ بھی بیان ہونی چاہئے تا کہ سننے والوں کو اطمینانِ قلبی حاصل ہو جائے۔

یونہی بیان سننے والوں میں بعض اوقات حرام کاروبار میں مشغول حضرات بھی بیٹھے ہوتے ہیں، یہاں بھی اگر حرام مال کی مذمت بیان کرنی ہو تو کسی کاروبار کا نام لئے بغیر مذمت کریں، ورنہ ایسے لوگوں کی اصلاح ہونا مشکل ہے، ناراضگی کے امکانات زیادہ ہیں۔

ٹی وی، وی سی آر وغیرہ کے خلاف بولنے میں بھی بے حد احتیاط درکار ہے، فی زمانہ یہ نحوستیں ہر ہر گھر میں داخل ہو چکی ہیں، لہٰذا ایک سننے والے کا ذہن بن بھی جائے تو دیگر کا بننا، بنانا بے حد مشکل ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس پر صرف پرانے مبلغین ہی کلام کریں اور وہ بھی بہت احتیاط کے ساتھ اور مختصر۔

اسی طرح پینٹ شرٹ وغیرہ بھی آج کل عام ہو چکی ہیں، بعض اوقات شوقیہ اور بسا اوقات مجبوراً بھی پہننی پڑ جاتی ہے، جیسے اسکول یونیفارم یا نوکری وغیرہ کے دوران۔ چنانچہ اس پر بیان کرنا بھی مفید کم اور غیر مفید زیادہ ثابت ہوگا۔ یہاں بھی یہ مسئلہ بے حد قابلِ غور ہے کہ بعض مبلغین پینٹ شرٹ وغیرہ کی مذمت کرتے ہوئے بسا اوقات یہ حدیثِ پاک بیان کر دیتے ہیں کہ جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرے، وہ انہیں میں سے ہے۔ ایسے تمام مبلغین کی خدمت میں مؤدبانہ مدنی گزارش ہے کہ پہلے اس حدیثِ پاک کا صحیح مفہوم جانیں، پھر اسے کسی مناسب مقام پر بطورِ دلیل پیش کریں، ورنہ غلط مقام پر اس کا بیان، شرعی اعتبار سے خود ان کیلئے قابلِ گرفت ثابت ہوگا۔

مدینہ...... ان تمام مذکورہ اشیاء کی مذمت کا معاملہ حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کے حوالے کرنا ہی مناسب ہے، آپ کے ان میں سے کسی چیز کی مذمت فرمانے کی صورت میں اصلاح کے امکانات واضح و روشن ہیں، کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ اس قسم کی بات کہنے کے بعد بات کو کس طرح سنبھالنا چاہئے، جب کہ دیگر مبلغین بات کہنا تو جانتے ہیں، لیکن سنبھالنا ان کے بس سے باہر ہو جاتا ہے، لہٰذا یہ کہنا مناسب ہوگا کہ حضرت صاحب کی ذاتِ کریمہ پر خود کو قیاس کرتے ہوئے ان امور پر جرأت مندی کیساتھ سخت بیان کرنا بیوقوفی کی واضح علامت ہے۔ اگر کوئی مبلغ اس قسم کے مرض میں مبتلاء اسلامی بھائیوں کی اصلاح کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ انہیں حضرت صاحب (مدظلہ العالی) کے بیانات کی کیسٹیں سننے کیلئے دے۔

(۲۸) اللّٰہ تعالیٰ کیلئے واحد کا صیغہ

وحدانیت کالحاظ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کیلئے واحد کے صیغے کا استعمال بزرگانِ دین میں جاری وساری رہا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کیلئے جمع کا لفظ استعمال کرنے سے گریز کرنا چاہئے ،اسی میں ادب ہے۔ چنانچہ یوں نہ کہیں کہ **اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں** بلکہ اس طرح کہنا مناسب کہ **اللہ** عزوجل **فرماتا ہے**۔

(۲۹) دورانِ بیان غلطی واقع ہونا

اگر کبھی دورانِ بیان کوئی ایسی غلطی ہو جائے کہ جس پر شرعی اعتبار سے گرفت ہوتی ہو، تو فوراً اس کی وضاحت فرمادیں، اس میں ہرگز ہرگز شرم محسوس نہ کریں کیونکہ اگر اس غلطی کو آگے روایت کیا گیا، تو جتنے لوگ اس میں مبتلاء ہوتے رہیں گے، ان سب کا وبال بیان کرنے والے کی گردن پر ہوگا چنانچہ اس معاملے میں دنیا کی چندروزہ زندگی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کو پیش نظر رکھیں۔

اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سامعین میں سے کوئی شخص اس پر مطلع ہو جائے تو نتیجتاً اس کے **اس مبلغ اور دعوتِ اسلامی کے ماحول** سے بدظن ہونے کا قوی امکان ہے اور بالفرض اگر دورانِ بیان اپنی غلطی پر اطلاع نہ ملی، بعد میں مطلع ہوئے، تو توبہ کے ساتھ ساتھ دیکھیں کہ اگر وہ غلطی اس قسم کی ہے کہ جس کی تلافی ضروری ہے مثلاً کوئی بات کفر نہ تھی، اسے کفر کہہ دیا، یا کوئی کفریہ معاملہ تھا، اسے درست قرار دے دیا، تو اگلے اجتماع میں مناسب موقع تلاش کر کے اس کی وضاحت فرمادیں۔

(۳۰) دورانِ بیان اٹک جانا

اگر دورانِ بیان کسی بات پر اٹک جائیں، تو گھبرائے بغیر سننے والوں کو درودِ پاک پڑھنے کا کہیں، اتنے وقفے میں اپنے آپ کو سنبھال لیں۔

(۳۱) فی زمانہ نا قابل عمل بات کو بیان کرنا

کوئی بھی ایسی بات بیان کرنے سے گریز کریں کہ جس پر فی زمانہ عمل کرنا مشکل یا تنظیمی اعتبار سے نقصان کا باعث ہو۔ مثلاً اس قسم کا واقعہ کہ ایک بزرگ نے شہرت سے بچنے کیلئے مسجد میں جا کر لوگوں کے جوتے چادر میں چھپالئے ، کسی کی ان پر نگاہ پڑگئی، لوگوں نے آپ کو چور سمجھ کر مارنا پیٹنا شروع کر دیا، اس طرح آپ نے خود کو شہرت سے محفوظ فرمالیا۔

اب خود غور فرمالیں کہ اس روایت کے بیان کرنے سے کون سا تنظیمی فائدہ حاصل ہوگا؟

(۳۲) عوام کو اسلاف سے بدگمانی سے بچانا

کوئی ایسی بات بیان نہیں ہونی چاہئے کہ جس کے باعث عوام الناس کی نگاہوں میں اسلافِ کرام کے متعلق بدگمانیاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ مثلاً صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے آپس کے معاملات۔ خصوصاً تاریخ الخلفاء اور تاریخ کے موضوع پر لکھی گئی دیگر کتابوں کی روایات بیان کرتے ہوئے اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔

(۳۳) محاسبہ و عمل کی ترغیب

اگر خواہش ہو کہ یہ بیان محض وقت گزاری کا ذریعہ نہ بنے بلکہ سننے والے میرے بیان پر عمل پیرا ہو کر ثوابِ جاریہ کا سبب بن جائیں، تو دورانِ بیان ہر قابلِ محاسبہ بات پر محاسبے کی سوچ دیتے رہئے اور اختتامِ بیان کے وقت عمل کی تلقین کریں، نیز ساتھ ساتھ یہ بھی ضرور بتائیں کہ اس بات پر کس طرح عمل پیرا ہونا ممکن ہے؟ اس کا طریقہ کیا ہے؟ اور اس پر استقامت کس طرح حاصل کی جائے؟ اِن شاءاللہ تعالیٰ اس کا فائدہ بہت جلد دیکھا یا محسوس کیا جاسکتا ہے۔

لیکن یہاں اس بات کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے کہ محاسبہ، بیان میں ذکر کردہ مواد سے مطابقت رکھنے والا ہونا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ بیان کسی اور موضوع پر تھا اور محاسبہ کی دعوت کسی اور موضوع کے تحت دی جارہی ہے، اگر ایسا ہوا تو یقیناً اس سے نفع کا حصول مشکل ہے مثلاً تکبر کے بیان کے آخر میں اس الفاظ سے محاسبہ کروایا۔ **پیارے اسلامی بھائیو!** آپ نے تکبر کی آفتیں ملاحظہ فرمائیں ان کی روشنی میں ہمیں بھی اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کہ ہم بھی آخرت کی فکر رکھتے ہیں یا نہیں؟ ہمیں چاہئے کہ ہمہ وقت آخرت کی فکر رکھا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جاسکے، آخرت کی فکر رکھنے کی برکت سے نیک اعمال پر استقامت ملے گی اور گناہوں سے جان چھوٹ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فکرِ آخرت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اُمید ہے کہ مثال سے مقصد سمجھ میں آ گیا ہوگا۔

(۳٤) اختتام

ہر مبلغ کو چاہئے کہ اپنے بیان کا اختتام **دعوتِ اسلامی** کے ماحول کی فضیلت پر کرے تا کہ سننے والوں کے دل ماحول کی طرف مائل ہوں اوران کے ذِہنوں میں **نیکیوں پر استقامت اور گناہوں سے دوری کے سلسلے** میں ماحول کے لازم وضروری ہونے کا تصور جڑ پکڑ لے یقیناً اس کیلئے کافی غور وتفکر کی ضرورت ہے کیونکہ محاسبے کی طرح اختتام کا بھی موضوع سے مربوط ہونا بہت ضروری ہے ورنہ کم ازکم اس بیان کے ذریعے مذکورہ مقصد کا حصول مشکل ہے۔

مثلاً غیبت کا بیان کرنے کے بعد اس طرح اختتام کرنا چاہئے کہ **پیارے اسلامی بھائیو!** اگر اس گناہِ عظیم سے محفوظ رہنا چاہیں تو **دعوتِ اسلامی کے ماحول** سے وابستگی بہت ضروری ہے کیونکہ ہمارے ماحول میں زبان کی حفاظت پر خصوصی توجہ کی جاتی ہے، چونکہ تمام اسلامی بھائی حتی الامکان اپنی گفتگو کو پاکیزہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، لہٰذا ساتھ رہنے والے کو بھی ممنوعہ گفتگو کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے، اس طرح کچھ ہی عرصے بعد زبان بے شمار گندی اور بری باتوں سے محفوظ ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ماحول سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

لیکن اس کے برعکس اگر یوں اختتام کی کوشش کی کہ پیارے اسلامی بھائیو! آپ نے غیب کی تباہ کاریاں ملاحظہ فرمائیں، میری آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ عبادات پر استقامت کیلئے دعوتِ اسلامی کے ماحول سے ہر دم وابستہ رہنے کی کوشش فرمائیں، جو اس ماحول کے قریب آجائے، وہ جلد ہی بہت سے نیک اعمال پر قادر ہونے کی سعادت حاصل کر لیتا ہے، لہٰذا آپ بھی اس ماحول کے قریب رہنے کی کوشش کیجئے تا کہ آپ کو بھی نیکیوں پر استقامت حاصل ہو جائے۔ تو یقیناً یہ غیر مربوط فضیلت مطلوبہ مقصد کے حصول میں معاون ثابت نہیں ہو سکتی۔

(۳۵) وقتاً فوقتاً مخاطب کرنا

سامعین کوتھوڑی تھوڑی دیر بعد اپنی جانب متوجہ رکھنے کیلئے **پیارے اسلامی بھائیو** بھی کہتے رہیں۔ عدم توجہی کے ساتھ سنا جانے والا بیان نہ تو ذہن میں باقی رہتا ہے اور نہ سننے والے کی ذات میں کسی قسم کی تبدیلی کا سبب بنتا ہے۔ نیز اگر انہیں متوجہ نہ کیا جائے تو تھوڑی دیر بعد ہی نیند کا غلبہ ہونے لگتا ہے اور سوتے ہوئے یا حالتِ غنودگی میں بیان سننا بھی اس کی برکات سے محرومی کا سبب بنے گا۔

لیکن اس کی بہت زیادہ کثرت بھی نہ کریں، ورنہ فائدے کے بجائے نقصان ہوگا، کیونکہ اس طرح بار بار بیان کا ربط ٹوٹے گا اور بے ربط بیان اکثر غیر مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ راقم الحرف کو ایک اسلامی بھائی نے بتایا کہ ایک مبلغ نے آدھے گھنٹے کے بیان میں تقریباً **٦٣** مرتبہ **پیارے اسلامی بھائیو** کہا۔ **سبحان اللہ!** غور فرمایئے کہ اس کثرت کے بعد بیان میں لوگوں کی توجہ اور استغراق کا عالم کیا ہوگا؟

(۳٦) قرآن و حدیث کی شرح تفسیر

قرآن وحدیث کو اپنے فہم کے مطابق سمجھنے کی کوشش کرنا، انسان کو گمراہی کا شکار کرواسکتا ہے، کیونکہ ان کے مضامین سمجھنے کیلئے وسعتِ علمی درکار ہے اور ہر ایک کے پاس یہ دولت موجود نہیں ہوتی، چنانچہ اگر قرآن کریم اور حدیثِ پاک کی تفسیر و شرح بیان کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو **تفاسیر اور شروحات** کی طرف رجوع کرنا چاہئے، چاہے کوئی آیت یا حدیث کتنی ہی آسان کیوں نہ محسوس ہو، اپنے پاس سے ہرگز ہرگز اس کا مطلب بیان کرنے کی کوشش نہ کیجئے، اسی میں عافیت ہے۔

ایک مفید مشورہ...... اپنے بیان میں نکھار پیدا کرنے، اس کی تاثیر بڑھانے، اغلاط سے محفوظ رہنے اور دوسروں کی اصلاح میں مہارت حاصل کرنے کیلئے مبلغین اور خاص طور پر امیر دعوتِ اسلامی (مدظلہ العالی) کا بیان خوب غور سے سنا کیجئے، سننے کے دوران غور کریں کہ کہاں آوز اٹھانی چاہئے، کہاں گرانا مناسب ہے، کہاں رفتار تیز ہونی چاہئے اور کہاں بالکل کم رفتار کے ساتھ الفاظ ادا کئے جائیں وغیرہ وغیرہ۔

یونہی عام مبلغ کے بیان میں جو کمی محسوس فرمائیں انہیں بھی نوٹ کریں اور پھر اپنے بیان کے بارے میں غور کریں کہ میں اچھی باتوں پر عمل پیرا ہوں یا نہیں؟ اور میرا بیان فلاں فلاں نوٹ کی گئی غلطی سے پاک ہے یا نہیں؟

اِن شاءاللہ تعالیٰ اگر کچھ عرصہ اسی طرح محاسبہ کرتے ہوئے بیانات سنے اور اپنے بیان کو اغلاط سے پاک کرنے کا سلسلہ جاری رکھا تو بہت جلد کامیابی قدم چومے گی اور بیان کا معیار اس قدر خوبصورت اور بہتر ہو جائے گا کہ لوگ بے چینی سے انتظار کریں گے کہ کب اس مبلغ کا بیان آئے اور ہم اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی سعادت حاصل کریں۔

نئے مبلغ تیار کرنے کا طریقہ

ماحول سے وابستہ ہر اسلامی بھائی کو چاہئے کہ نہ صرف خود اچھا مبلغ بننے کی کوشش جاری رکھے بلکہ اپنی موت سے پہلے پہلے دوسرے اسلامی بھائیوں پر محنت کر کے انہیں بھی بہترین مبلغ بنانے کی کوشش کرے۔

نئے مبلغ تیار کرنا کچھ زیادہ مشکل کام نہیں بس تھوڑی سی حکمت اختیار کرنے کی ضرورت ہے اس کا طریقہ حاضر خدمت ہے:

(۱) جو اسلامی بھائی آپ سے بیان سیکھنے کے خواہش مند ہوں ان سے پہلے ہی طے فرمالیں کہ دورانِ تربیت ناغہ نہیں کریں گے کیونکہ جتنی پابندی سے بیان سیکھا جائے گا اتنی ہی جلدی صلاحیت اُبھرے گی۔

(۲) اب دیکھیں کہ وہ اسلامی بھائی پہلے سے درس دیتے رہے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں، تو پہلے انہیں کسی مسجد میں درس شروع کروائیں، اگر کسی مسجد میں ممکن نہ ہو تو اپنے سامنے ہی کم از کم ۱۵ دن تک درس سنیں۔ اس کی برکت سے سامنے کھڑے ہونے اور بولنے کے بارے میں کچھ نہ کچھ جھجک ضرور دور ہو جائے گی۔

(۳) جب آپ محسوس فرمائیں کہ انہیں درس پر قدرت حاصل ہوگئی ہے تو اب فیضانِ سنت (فیضانِ رمضان) میں درج شدہ یہ واقعہ زبانی یاد کرنے کیلئے دے دیں:۔

شہر بخارا میں ایک مجوسی رہا کرتا تھا، ایک مرتبہ وہ ماہِ رمضان میں اپنے چھوٹے بچے کے ساتھ مسلمانوں کے بازار سے گزر رہا تھا کہ اچانک اس کے بچے نے جیب سے کوئی چیز نکالی اور کھانا شروع کر دی، مجوسی نے جب یہ دیکھا تو اسے بہت غصہ آیا اور اس نے اسے ایک زوردار تھپڑ رسید کیا اور بولا **تجھے شرم نہیں آتی؟ مسلمانوں کے بازار میں رمضان کے مہینے میں سرِ عام کھا رہا ہے؟** بچے نے عرض کی، ابا جان! آپ بھی تو کھاتے ہیں؟ مجوسی نے کہا، ہاں ہاں! میں بھی کھاتا ہوں لیکن چھپ کر کھاتا ہوں، سب کے سامنے کھا کر رمضان کی بے حرمتی نہیں کرتا۔ پھر وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔ کچھ عرصے بعد مجوسی کا انتقال ہو گیا۔ کسی نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت کے باغوں میں ٹہل رہا ہے۔ اس نے حیران ہو کر پوچھا کہ تُو تو مجوسی تھا تو جنت میں کیسے آ گیا؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں، واقعی میں مجوسی تھا لیکن چونکہ میں نے رمضان المبارک کی تعظیم کی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے احترامِ رمضان کی برکت سے مجھے مرنے سے پہلے ایمان نصیب فرما دیا اور مرنے کے بعد مجھے جنت عطا فرما دی۔

(٤) اب آپ انہیں درجِ ذیل بارہ باتیں لکھوا دیں کہ ابتداءً جن کا بیان میں خیال رکھنا ضروری ہے:۔

﴿۱﴾ قدم (یعنی قدم سیدھے اور ان کے درمیان کا فاصلہ کم ہو) ﴿۲﴾ کپڑے (یعنی عمامہ، گریبان، پائینچے، قمیص کا دامن وغیرہ دُرُست ہوں) ﴿۳﴾ لوگوں کی طرف دیکھ کر بیان کرنا ﴿٤﴾ دونوں جانب دیکھ کر بیان کرنا ﴿٥﴾ تعوذ وتسمیہ ﴿٦﴾ اعتکاف کی نیت ﴿۷﴾ دُرودِ پاک ﴿۸﴾ ہاتھ میں ڈائری ﴿۹﴾ تاثرات ﴿۱۰﴾ اشارے ﴿۱۱﴾ لہجہ۔

(۵) اب ان میں سے تاثرات، اشارے اور لہجے کے بارے میں با تفصیل بتائیں کہ بیان میں کس طرح کا لہجہ، کس نوعیت کے تاثرات اور کس قسم کے اشارے استعمال کیئے جائیں گے۔ مثلاً......

☆ **ایک مرتبہ وہ اپنے چھوٹے بچے**...... یہاں ہاتھ سے بچے کے چھوٹے قد کی طرف اشارہ کریں۔

☆ **گزر رہا تھا**......گزرنے کا اشارہ کریں۔

☆ **بچے نے جیب سے کوئی چیز نکال کر کھانا شروع کردی**...... یہاں جیب سے کسی چیز کے نکالنے کا اشارہ کریں۔

☆ **مجوسی نے جب یہ دیکھا**...... یہاں اپنے سائیڈ میں تھوڑا سا نیچے کی جانب دیکھیں جیسے کسی چھوٹے بچے کو دیکھا جاتا ہے۔

☆ **اس نے زوردار تھپڑ رسید کیا**...... یہاں تھپڑ کے اشارے کیساتھ ساتھ لفظ **زوردار** پر لہجے میں سختی پیدا کریں تا کہ لہجے سے ہی تھپڑ کے زوردار ہونے کا اندازہ ہوجائے۔

☆ **تجھے شرم نہیں آتی، مسلمانوں کے بازار میں سب کے سامنے کھاتا ہے؟**...... یہاں اولاً چہرے پر غصے کے آثار نمودار کریں، پھر غصے والا لہجہ بنا کر **سوالیہ انداز میں**......اس جملے کو ادا کریں۔ آپ نے مشاہدہ فرمایا ہوگا کہ جب کوئی شخص غصے میں کلام کرتا ہے تو اس کی زبان میں بڑی روانی آجاتی ہے اور تیز رفتاری کے ساتھ الفاظ ادا کرتا ہے۔ یہاں بھی اس چیز کا خیال رکھنا ضروری ہے، لیکن تیزی سے الفاظ نکالنے میں اس بات کا خیال بھی رکھا جائے کہ الفاظ چبیں نہیں، بلکہ بالکل واضح سنائی دیں۔

☆ ابا جان! آپ بھی تو کھاتے ہیں؟...... یہاں لہجے میں شکایت اور سوال نمایاں ہونا چاہئے۔ نیز چہرے پر بے چارگی کے آثار نمایاں ہونے چاہئیں۔

☆ **ہاں ہاں، میں بھی کھاتا ہوں لیکن تیری طرح، چھپ کر کھاتا ہوں**...... یہاں بھی لہجہ سخت اور غصیلہ ہونا چاہئے۔

☆ **کسی نے اسے خواب، جنت کے باغوں میں ٹہل رہا ہے**...... یہ جملہ بہت اہم ہے، لہٰذا اسے بہت احتیاط سے ادا کرنا چاہئے۔ یہاں رفتار بالکل تیز نہ ہو۔ آرام آرام سے الفاظ ادا کریں اور لفظ **باغوں** پر زور دیں۔

☆ **اس نے پوچھا...... جنت میں کیسے آگیا؟**...... یقیناً ایک مجوسی کا جنت میں نظر آنا باعثِ تعجب ہے، لہٰذا یہاں لہجے میں حیرانی وتعجب پیدا کریں، نیز سوالیہ لہجہ بھی ہونا چاہئے۔

☆ اس نے جواب......لیکن چونکہ میں نے رمضان کی تعظیم کی تھی، لہٰذا احترامِ رمضان کی برکت سے، اللہ تعالیٰ نے مرنے سے پہلے مجھے ایمان نصیب فرما دیا اور مرنے کے بعد مجھے جنت عطا فرما دی ...... **یہ آخری جملے پورے واقعے کی جان ہیں**، لہٰذا ان کی ادائیگی میں پوری مہارت کا استعمال ہونا چاہئے، ذرا سی بے احتیاطی پورے واقعے کو بے اثر بنا دے گی۔ چنانچہ اس قسم کے جملوں کو بہت مناسب رفتار سے ادا کرنا چاہئے، نہ بہت تیز نہ بہت ہی آہستہ۔ اب پہلے قوموں (،) پر رکیں گے،

لیکن بہت ہی معمولی سا وقف ہوگا۔ پھر دوسری قوموں پر تھوڑا سا ٹھہریں۔ اب اگلے جملے میں لفظِ ایمان پر زور دیں گے کیونکہ جملے میں جو لفظ اہم ہو اسے زور دے کر ہی ادا کرنا چاہئے، اور زور دینے کا طریقہ پہلے عرض کیا جاچکا کہ منہ کو مائیک کے قریب کرلیں اور اگر مائیک نہ ہو تو ویسے ہی زور سے ادا کریں۔ اور آخری جملے میں لفظِ جنت کو بھی زور دے کر ادا فرمائیں۔

(٦) اس طرح سمجھا کر اگلے روزان سے بیان سنیں، جہاں غلطی محسوس ہو اس جملے کو بار بار ادا کروائیں۔ لہجے وغیرہ کا خصوصی طور پر خیال رکھیں۔

(٧) جب اس واقعے کی ادائیگی سے مطمئن ہوجائیں تو کوئی دوسرا واقعہ دے دیجئے، اسے بھی اسی طرح سمجھا کر اگلے روز سنیں۔ اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہے، حتیٰ کہ جھجک بالکل نکل جائے اور الفاظ وجملوں کی ادائیگی میں تکلف ختم ہوجائے۔

(٨) جب ان بارہ نکات پر ملکہ حاصل ہوجائے تو پھر آہستہ آہستہ باقی نکات بھی سمجھادیں۔

(٩) تربیت کے دوران بالکل سنجیدہ رہنے کی کوشش کریں کیونکہ شروع شروع میں جملوں کی ادائیگی اور خصوصاً لہجہ بنانے اور تاثرات قائم کرتے وقت ہنسی آتی ہے۔ اگر ہنسی، مذاق غالب رہا تو کبھی بھی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

(١٠) اب ان مبلغین کو ابتداء علاقے میں نیکی کی دعوت کے اجتماع میں بیان دیجئے، پھر اجتماع کے بعد حلقوں میں، اگر قافلوں میں شرکت کریں تو وہاں۔ جب اچھی طرح اطمینان ہوجائے تو پھر چھوٹا مرکزی بیان اور پھر ان شاء اللہ بڑا بیان۔

الحمدللہ! راقم الحروف نے اسی طرح نشستوں کے ذریعے کئی مقامات پر بہت سے مبلغین کو بیان سکھانے کی سعادت حاصل کی۔ جن میں سے کئی بھائی آج کل مرکزی مبلغین ہیں۔ اس طرح بیان سکھانے کا ایک فائدہ یہ بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ سیکھنے والے کو سیکھنے کے ساتھ ساتھ بیان سکھانے کی مہارت بھی حاصل ہوجاتی ہے اور اس طرح بیان سیکھتے سیکھتے کئی بیان سکھانے والے بھی تیار ہوجاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے موت سے پہلے پہلے بہترین مبلغ بننے اور اس معاملے میں ہر قسم کی سستی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم